سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین
Faizan-e-Madina | Monthly Magazine | رنگین شمارہ
ماہنامہ
فیضانِ مدینہ
جون 2025ء / ذُوالحجۃ الحرام 1446ھ
(دعوتِ اسلامی)
عیدالاضحی مبارک

دُکان خوب چلے

سُورۃُ الکَوْثَر

سات بار

(اوّل آخر تین بار دُرود شریف)

جس کی دُکان نہ چلتی ہو وہ اپنی دکان پر جا کر باوُضو پڑھ کر اپنی چیزوں پر دَم کرے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم خوب کسٹمر آئیں گے اور بکری (یعنیSALE) بڑھ جائے گی۔ جب تک مقصد حاصل نہ ہو یہ عمل روزانہ کرتے رہئے

(شروع میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ایک بار اور ہر بار سورت سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ایک بار پڑھئے)

فوڈ الرجی کا روحانی علاج

بِسْمِ اللّٰہِ مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ

11 بار (اوّل آخر 7 بار دُرود پاک) پڑھ کر جو کھانا مُوافق نہیں آتا یعنی جس کھانے سے الرجی ہو جاتی ہے اُس پر دَم کیجئے پھر اسے کھاتے وقت ہر لقمے پر ایک بار یہی دعا پڑھ لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم وہ کھانا مُوافق آجائے گا۔ اگر کوئی مَشروب نامُوافق (UNSUITABLE) ہے تو یہی عمل کیجئے۔ (اب لقمے کی جگہ ہر گھونٹ پر دُعا پڑھنی ہے)

نظرِ بد کا علاج

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ

سات بار اوّل آخر تین بار دُرود شریف پڑھ کر سفید کانچ کے پانی سے بھرے گلاس میں دَم کر کے مَنظور (یعنی جس کو نظر لگی ہو) اُس کو پلا دیجئے بچے یا بڑے کو کیسی ہی نظرِ بد ہو شفا ملے گی، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم۔

(مدّتِ علاج: تاحصولِ شفا روزانہ) نظرِ بد سے حفاظت کے لئے بھی یہ عمل مفید ہے۔

نظر کی حفاظت کے لئے

یَا نُوْرُ

11 بار

پانچوں وقت پوری نماز پڑھ لینے کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر سانس لیکر روک لیجئے اور پڑھ کر دسوں اُنگلیوں پر دَم کر کے آنکھوں پر پھیر لیجئے۔ یہ عمل پابندی سے کرتے رہنے سے نظر محفوظ رہے گی، اگر کمزور ہوگئی ہے تو بہتر ہو جائے گی، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم۔

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

پیشکش: مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ

رنگین شمارہ

ماہنامہ فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

جون 2025ء / ذُوالحجۃ الحرام 1446ھ

جلد: 9 شمارہ: 06

مہ نامہ فیضانِ مدینہ دُھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

بفیضانِ نظر: سِراجُ الْاُمّہ، کاشِفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدُنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین وملّت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

+9221111252692 Ext:2660
WhatsApp: +923012619734
Email: mahnama@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net

- قیمت — رنگین شمارہ: 200 روپے — سادہ شمارہ: 100 روپے
- ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات — رنگین شمارہ: 3500 روپے — سادہ شمارہ: 2200 روپے
- ممبر شپ کارڈ (Membership Card) — رنگین شمارہ: 2400 روپے — سادہ شمارہ: 1200 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 15 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ
رنگین شمارہ: 3000 روپے — سادہ شمارہ: 1700 سو روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com
ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

"اِنفَاق فِی سَبِیْلِ اللّٰہ" کی قرآنی ترغیبات

مولانا ابو النور راشد علی عطاری مَدَنی*

قراٰنِ کریم کی تعلیمات ہمارے لئے آپشن نہیں بلکہ ضرورت ہیں۔ قراٰنِ کریم ہمیں ایک مکمل طرزِ حیات فراہم کرتا ہے۔ اس میں روحانی، اخلاقی، سماجی اور معاشی تمام پہلوؤں کو متوازن طریقے سے سکھایا گیا ہے۔ ان پہلوؤں میں "اِنفاق فِی سبیلِ اللہ" یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ایک بنیادی اصول کے طور پر شامل ہے۔ قراٰنِ کریم میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اس بات کی تاکید فرمائی ہے کہ انسان اللہ ربّ العزّت کی دی ہوئی سوچ، فکر، قوت، وسائل اور اسباب کے ذریعے سے جو کچھ بھی کماتا ہے اور جو بھی نعمتیں پاتا ہے، اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ اس خرچ کے مقاصد، اہداف، آداب، ترغیبات، ترہیبات، مصارف اور بہت سے اہم پہلو قراٰنِ کریم میں بیان کئے گئے ہیں۔ جیسا کہ

1. انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب و تحسین
2. انفاق فی سبیل اللہ کے فوائدِ دنیویہ کا بیان
3. انفاق فی سبیل اللہ کے فوائدِ اخرویہ کا بیان
4. مصارفِ انفاق فی سبیل اللہ کا بیان
5. انفاق فی سبیل اللہ کے مال کی تعیین
6. انفاق فی سبیل اللہ کے آداب کی تعلیم
7. صحتِ انفاق کی شرائط کا بیان
8. انفاق فی سبیل اللہ سے گریز کی مذمت
9. انفاق فی سبیل اللہ کی وسعت نہ ہوتو!
10. انفاق فی سبیل اللہ سے انکار کی مذمت

ذیل میں ان پہلوؤں پر قراٰنی مضامین ملاحظہ کیجئے:

"اِنفاق فِی سبیلِ اللہ" کی ترغیب و تحسین

قراٰنِ کریم نے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی مختلف انداز میں ترغیب دلائی ہے، ترغیبات کے یہ انداز انسانی طبیعت و فطرت کے مطابق اور تربیت کے اعلیٰ اسالیب کا مظہر ہیں۔

"انفاق فی سبیل اللہ" متقین کی صفت:

"انفاق فی سبیل اللہ" کی ترغیب کے اسالیب میں ایک یہ ہے کہ قراٰنِ کریم نے راہِ خدا میں خرچ کرنے والوں کی تحسین فرمائی ہے اور ان کے اس عمل کو تقویٰ اور دیگر اوصافِ حسنہ کا حصہ ارشاد فرمایا ہے، جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ہے: ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۙ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: (قراٰنِ پاک) ہدایت ہے ڈر والوں کو، وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں۔[1]

یعنی اللہ کریم کے دیئے ہوئے رزق میں سے راہِ خدا میں خرچ کرنا متقین کی صفت ہے۔

دائمی فوائد کی بشارت سے انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب:

اللہ کریم کے دیئے ہوئے رزق میں سے آج خرچ کرلینا

* ایم فِل اسکالر، فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

غنیمت ہے کیونکہ کل قیامت میں یہی کام آئے گا۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خُلَّةٌ وَّ لَا شَفَاعَةٌؕ-وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ(۲۵۴)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اے ایمان والو اللہ کی راہ میں ہمارے دیئے میں سے خرچ کرو وہ دن آنے سے پہلے جس میں نہ خرید فروخت ہے نہ کافروں کے لیے دوستی نہ شفاعت اور کافر خود ہی ظالم ہیں۔(2)

بدلہ واجر کے بیان سے انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب:

راہِ خدا میں خرچ کرنے والوں کی مثال یوں ہے کہ ایک کے بدلے سات سو یا اس سے بھی زائد حاصل کرتے ہیں۔

﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍؕ-وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُؕ-وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ(۲۶۱)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔(3)

راہِ خدا میں خرچ کرنے والوں کو حقیقی مؤمن ہونے اور ربِ کریم کی بارگاہ میں عالی رتبہ، مغفرت اور عزت کی روزی ملنے کا مژدہ سنایا گیا ہے۔

﴿اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَؕ(۳) اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّاؕ-لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌۚ(۴)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں۔ یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔(4)

راہِ خدا میں جو بھی خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور کسی قسم کا گھاٹا نہ ہو گا۔

﴿وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یُوَفَّ اِلَیْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ(۶۰)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اور اللہ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے تمہیں پورا دیا جائے گا اور کسی طرح گھاٹے میں نہیں رہو گے۔(5)

تاکیدی حکم سے انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب:

اپنی حلال اور پاکیزہ کمائی اور کھیتوں سے حاصل ہونے والے رزق سے اللہ کریم کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ۪﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا۔(6)

بھلائی پانا تبھی ممکن ہے کہ بندہ اپنی پسندیدہ شے راہِ خدا میں خرچ کرے۔

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۬ؕ-وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ(۹۲)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو اور تم جو کچھ خرچ کرو اللہ کو معلوم ہے۔(7)

مال کے فانی ہونے کے بیان سے ترغیب:

جس مال میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا گیا اس میں سے راہِ خدا میں خرچ کر کے اجرِ عظیم کے حقدار ہو جاؤ۔

﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِؕ-فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ(۷)﴾ ترجمۂ کنزُالایمان: اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ (میں) کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں اَوروں کا جانشین کیا تو جو تم میں ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا اُن کے لیے بڑا ثواب ہے۔(8)

ایامِ حیات کی قلت کے بیان سے ترغیب:

آج راہِ خدا میں خرچ کرنے کی مہلت ہے اس لئے حیاتِ مُستعار کے ان ایام کو غنیمت جانو اور انفاق فی سبیل اللہ کرو ورنہ کل قیامت میں حسرت ہو گی جو کسی کام نہ آئے گی۔

﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَیَقُوْلَ رَبِّ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنِیْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍۙ فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ(۱۰)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔[9]

انفاق فی سبیل اللہ میں تمہارا ہی فائدہ:

راہِ خدا میں جو بھی خرچ کیا جاتا ہے اپنے ہی بھلے کو کیا جاتا ہے۔

﴿وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور تم جو اچھی چیز دو تو تمہارا ہی بھلا ہے۔[10]

اللہ کریم کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرنے میں کچھ نقصان نہیں۔

﴿وَمَا ذَا عَلَیْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِیْمًا(۳۹)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور ان کا کیا نقصان تھا اگر ایمان لاتے اللہ اور قیامت پر اور اللہ کے دیئے میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے اور اللہ ان کو جانتا ہے۔[11]

انفاق میں کشادگی، اللہ کی صفت:

کشادگی کے ساتھ خرچ کرنا اللہ کریم کی صفات میں سے ہے۔

﴿بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ یُنْفِقُ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: بلکہ اس کے ہاتھ کشادہ ہیں عطا فرماتا ہے جیسے چاہے۔[12]

انفاق فی سبیل اللہ پر اللہ کی رضا:

اللہ کریم نے ایمان والوں کو اپنا بندہ کہہ کر پکارا اور اپنے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنے کا حکم فرمایا۔

﴿قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خِلٰلٌ(۳۱)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے کہ نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے میں سے کچھ ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر خرچ کریں اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ سوداگری ہوگی نہ یارانہ۔[13]

عاجزی و انکسار اللہ کریم کی بہت بڑی نعمت ہے، ربِّ کریم کے دیئے ہوئے مال میں سے اسی کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو اللہ کریم نے تواضع والے فرمایا ہے۔

﴿اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِیْمِی الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ(۳۵)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو افتاد پڑے اس کے سہنے والے اور نماز برپا (قائم) رکھنے والے اور ہمارے دیئے سے خرچ کرتے ہیں۔[14]

انفاق فی سبیل اللہ، ایمان کی نشانی:

اللہ کریم کے عطا کردہ مال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرنے کو ایمان کی نشانی بتایا گیا ہے۔

﴿اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ(۱۵) تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ(۱۶)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب وہ اُنہیں یاد دلائی جاتی ہیں سجدہ میں گر جاتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے، اُن کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور اُمید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں۔[15]

نوٹ آیت 15، آیتِ سجدہ ہے، آیتِ سجدہ یا اس کا ترجمہ پڑھنے اور سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔

(بقیہ اگلے ماہ کے شمارے میں)

---

(1) پ1، البقرۃ:2، 3 (2) پ3، البقرۃ:254 (3) پ3، البقرۃ:261 (4) پ9، الانفال: 3، 4 (5) پ10، الانفال:60 (6) پ3، البقرۃ:267 (7) پ4، اٰل عمران:92 (8) پ27، الحدید:7 (9) پ28، المنٰفقون:10 (10) پ3، البقرۃ:272 (11) پ5، النسآء:39 (12) پ6، المآئدۃ:64 (13) پ13، ابراھیم:31 (14) پ17، الحج:35 (15) پ21، السجدۃ:15، 16

پسینہ خشک ہونے سے پہلے

مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدنی*

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: اَعْطُوا الْاَجِيرَ اَجْرَهُ قَبْلَ اَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہُ عنہما سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اجیر کو اس کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو۔ (1)

مذکورہ حدیثِ پاک میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اجیروں کے حقِ اجرت کی جلد ادائیگی کی تاکید فرمائی ہے۔ اسلامی تعلیمات کا ایک حسین پہلو حقوق و فرائض کا توازن بھی ہے، اسلام جہاں ہمیں ہمارے حقوق کے بارے میں بتاتا ہے وہیں ہمارے فرائض سے بھی آگاہ کرتا ہے، مثال کے طور پر اگر بطورِ اولاد ہمارے حقوق والدین پر لازم ہیں تو ان کے بھی حقوق ہیں جن کی ادائیگی ہم پر ضروری ہے۔ یہی معاملہ مُستاجر (اجرت پر کام کروانے والے) اور اَجیر (اجرت پر کام کرنے والے) کا ہے، دونوں پر ایک دوسرے کے حقوق ہیں، مستاجر کا ایک حق یہ ہے کہ اسے کام مکمل ملے اور اجیر کا حق یہ ہے کہ کام مکمل کرنے کے بعد اسے اجرت دے دی جائے۔

اجیر سے مراد؟

”اَجیر“ سے مراد ہر وہ شخص ہے جو اُجرت پر کام کرے، چاہے اس کی محنت جسمانی ہو یا ذہنی! جسمانی محنت کرنے والے جیسے مزدور، مستری، مالی یا پلمبر وغیرہ اور ذہنی محنت کرنے والے جیسے آفس کلرک، کمپیوٹر آپریٹر، سافٹ ویئر انجینئر، لفٹ آپریٹر، ریسیپشنٹ، ڈاکٹر، سرجن، ٹیچر، رائٹر، ایڈیٹر یا پراجیکٹ مینجر وغیرہ، جب یہ کام مکمل کر دیں تو ان سب کی اجرت جلد ادا کر دی جائے۔ (اس کی تفصیلات کے لئے فقہی کتب کا مطالعہ کیجئے)

”پسینہ خشک ہونے سے پہلے“ کی وضاحت

اجیر کے پسینے کا ذکر کرکے محنت کی قدر و قیمت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ مزدوری دینے میں ٹال مٹول نہ کی جائے کہ کل آنا، شام کو آنا وغیرہ، جس وقت دینے کا معاہدہ ہو (روزانہ، ہفتہ وار یا ماہانہ) اسی وقت دے دی جائے خواہ اس کے جسم پر پسینہ نہ ہو یا آکر خشک ہو چکا ہو۔ علّامہ مناوی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: عام طور پر تاجر جب مال حوالے کرتے ہیں تو ساتھ ہی قیمت وصول کرتے ہیں، تو یہ مزدور تو اجرت ملنے کا زیادہ حق دار ہے، کیونکہ یہ (اجرت) اس کی محنت کا بدلہ ہے نہ کہ کسی مال یا چیز کا، لہٰذا اس کی مزدوری کو روکنا یا تاخیر کرنا، جبکہ اجرت دینے کی طاقت موجود ہو، ناجائز اور حرام ہے۔ یہ جو فرمایا گیا: ”پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دو“ یہ دراصل اس بات کا کنایہ (اشارہ) ہے کہ جیسے ہی کام مکمل ہو اور مزدور اپنا حق مانگے، تو فوراً ادا کر دیا جائے، چاہے اسے پسینہ آیا ہو یا بہہ کر خشک ہو چکا ہو۔ (2)

اجیر کی حق تلفی نہ کیجئے

اجرت میں بغیر شرعی اجازت تاخیر کرنا مزدور کی حق تلفی

*استاذ المدرّسین، مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

اور ظلم ہے، قرآنِ پاک میں ظالموں کے بارے میں فرمایا: ﴿وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ (۷۱)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: ستم گاروں کا کوئی مدد گار نہیں۔ (3)

اسی طرح رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بھی ظلم کا انجام بیان فرمایا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن اندھیریاں ہے۔ (4)

یہ اخلاقی تقاضا بھی ہے کہ جب اجیر اپنا کام پورا کرلے تو اس کی اجرت میں تاخیر یا بلاوجہ کٹوتیاں نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ اس نے ہمارا کام پورا کر دیا اب ہم پوری اجرت اس کے حوالے کر دیں۔

کام پورا لے کر مزدوری نہ دینے والے کا انجام

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اللہ پاک فرماتا ہے کہ میں قیامت کے دن تین شخصوں کا مدِّمقابل ہوں گا ایک وہ شخص جو میرے نام پر وعدہ دے پھر عہد شکنی کرے، دوسرا وہ شخص جو آزاد کو بیچے پھر اس کی قیمت کھائے، تیسرا وہ شخص جو مزدور سے کام پورا لے اور اس کی مزدوری نہ دے۔ (5)

یعنی سخت سزا دوں گا جیسے کوئی دشمن اپنے دشمن پر قابو پائے تو اس کی کوئی رعایت نہیں کرتا، ایسے ہی میں ان کی رعایت و رحم نہ کروں گا لہٰذا یہ حدیث واضح ہے۔ (6)

اجیر تنگ کرنے کے لئے کام ادھورا چھوڑ دے تو؟

اگر مزدور ہی بیچ میں کام چھوڑ دے شرارۃً تو وہ مزدوری کا حقدار نہیں، نائی آدھی حجامت کرکے انکار کردے تو بجائے اجرت کے سزا کا مستحق ہوگا، کام پورا کرنے پر اجرت کا مستحق ہوگا، روزانہ اجرت دی جائے یا ماہوار، جو طے ہو گیا ہو۔ (7)

اجیروں کی پریشانیاں

اجیروں کو اجرت نہ ملنے یا تاخیر سے ملنے کے مسائل پر کئی تحقیقات، رپورٹس اور خبریں موجود ہیں۔ بین الاقوامی لیبر آرگنائزیشن (ILO) کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں 40٪ سے زائد مزدوروں کو وقت پر اجرت نہیں ملتی۔

❁ گھر کے اخراجات (خوراک، علاج، بچوں کی تعلیم) پورے نہیں ہو پاتے ❁ قرض لینا پڑتا ہے یا سود خوروں کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں ❁ بنیادی ضروریات جیسے رہائش، بجلی اور پانی کا بل ادا نہیں ہو پاتا ❁ تناؤ، پریشانی اور ڈپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں ❁ گھریلو جھگڑوں اور خاندانی تنازعات میں اضافہ ہوتا ہے ❁ خود اعتمادی کم ہو جاتی ہے اور مایوسی پھیلتی ہے ❁ مناسب علاج معالجے کی سہولت نہ ملنے سے بیماریاں بڑھ جاتی ہیں ❁ کم غذائیت اور تھکاوٹ کی وجہ سے صحت خراب ہوتی ہے ❁ ذہنی دباؤ کی وجہ سے بلڈ پریشر، دل کے امراض اور دیگر بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں ❁ معاشرے میں عزت کم ہو جاتی ہے ❁ خاندان اور دوستوں کے سامنے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ❁ اگر اجرت کے لئے اصرار کریں تو انہیں نوکری سے ہاتھ دھونا پڑ سکتا ہے۔

---

(1) ابن ماجہ، 3/162، حدیث: 2443 (2) فیض القدیر، 1/718، تحت الحدیث: 1164 (3) پ17، حج: 71 (4) مسلم، ص1069، حدیث: 6576 (5) بخاری، 2/52، حدیث: 2227 (6) مراٰۃ المناجیح، 4/334 (7) مراٰۃ المناجیح، 4/335۔
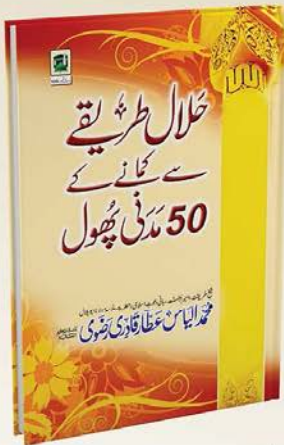
آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا سفر کے دوران اور اختتام پر انداز

مولانا محمد ناصر جمال عطاری مَدَنی*

حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک ادائیں اور انداز جہاں شب و روز گزارنے میں ہمارے لئے بہترین عملی نمونہ ہیں وہیں سفر میں بھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے انداز بہترین راہنمائی کرتے ہیں، اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سَفَر کے دوران اور پھر واپسی کے بھی خوب صورت انداز اختیار فرمائے ہیں اور بہت سے مواقع پر تربیت بھی فرمائی ہے، آیئے! اِن مبارک طریقوں کو جاننے کی کوشش کرتے ہیں:

دورانِ سفر چلنے کا انداز حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہُ عنہما سے سُوال ہوا کہ اللہ کے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حِجّۃُ الوداع میں (عَرَفات سے مزدلفہ کی جانب) کس رفتار سے واپس روانہ ہوئے تھے؟ حضرت اسامہ رضی اللہُ عنہ نے کہا: حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم درمیانی رفتار سے چلتے تھے اور جب راستہ کشادہ ہوتا تو تیز چلتے۔[1]

عرفہ سے مزدلفہ کی طرف واپسی میں جلدی وقت کی تنگی کی وجہ سے کی جاتی ہے کیونکہ سورج غروب ہونے کے بعد مزدلفہ جانا ہوتا ہے جو عرفات سے تقریباً تین میل دُور ہے اور وہاں جا کر حاجیوں کو مغرب اور عشا ساتھ پڑھنی ہوتی ہے اس لئے عرفہ سے واپسی میں تیز رفتار میں چلا جاتا ہے۔[2]

پھر مزدلفہ سے مِنیٰ جاتے وقت سکون و وقار کے ساتھ راستہ طے کیا جائے۔ البتہ وادیِ مُحَسِّر میں رفتار اور بھی تیز کر دی جائے کیونکہ ترمذی میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے، حضرت جابر رضی اللہُ عنہ نے خبر دی کہ اللہ کے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم وادیِ مُحَسِّر میں بہت تیز رفتار سے چلتے تھے۔[3] یاد رہے کہ وادیِ مُحَسِّر وہ جگہ ہے جہاں اَبْرَہَہ کی فوج کے ہاتھی رُک گئے تھے بہت کوشش کے باوُجود آگے نہ بڑھے یہیں کنکریوں سے اَبْرَہَہ کا پورا لشکر تباہ و برباد ہوا تھا۔ چونکہ یہ جگہ عذاب کے نُزول کی تھی اس لئے وہاں سے تیزی سے گزر گئے۔[4] معلوم ہوا کہ جس جگہ اللہ پاک کا عذاب نازل ہوا ہو وہاں سَیر و تفریح کے لئے نہیں جانا چاہئے اور اگر اتفاقاً جانا پڑ جائے تو جلد از جلد وہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت اُسامہ رضی اللہُ عنہ سے یہ سُوال اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی عَرَفہ سے واپسی کی رفتار کے بارے میں تھا۔[5] اِس سوال سے یہ نکتہ سمجھ آتا ہے کہ حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تمام کاموں کی کیفیت کے متعلّق ہمارے بُزرگانِ دین معلومات حاصل کرتے پھر اندازِ مصطفےٰ اپنانے کی کوشش کیا کرتے۔[6] اللہ کرے کہ ہم میں بھی اندازِ مصطفےٰ کا علم حاصل کرنے کا شوق و جذبہ پیدا ہو جائے۔ اٰمین

دورانِ سفر حسنِ سُلوک اور وعظ و نصیحت کا انداز کائنات جو تفاوت سے پاک ہے اور اِس میں جس طرح کا تناسُب نظر آتا ہے یہ ہمارے پیارے رحمٰن و رحیم اللہ کی رحمت کا اثر ہے اور اِسی رَحمت پر نظامِ عالم کا دار و مدار ہے۔[7] اِسی رحمٰن ربّ نے اپنے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو رَحمت بنا کر بھیجا ہے۔

رَحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رحمت کا اثر سفر کے دوران بھی نظر آتا ہے، اللہ کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنی سواری پر پیچھے کسی نہ کسی صَحابی کو

* ذمہ دار شعبہ فیضانِ حدیث،
المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center)

بٹھالیتے یوں وہ صَحابی ”ردیفِ رسول“ کہلاتے تھے۔[8] کئی صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو یہ سعادت ملی۔[9]

اِس سلسلے میں چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ کرتے ہیں:

1 رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے غزوۂ خیبر سے واپسی پر اپنا پاؤں اس انداز سے رکھا کہ آپ کی زوجہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے قدموں کو آپ کی ران پر رکھ کر سوار ہوجائیں۔ یہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ کریمانہ تھا لیکن حضرت صفیّہ رضی اللہ عنہا اندازِ اَدَب اختیار فرماتے ہوئے اپنے قدم کے بجائے اپنے زانو کو آپ کی مبارک ران پر رکھ کر سوار ہوئیں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو اپنا ردیف بنایا (یعنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا) اور پردہ باندھا۔[10]

2 ایک موقع پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ردیف تھے تو آپ نے فرمایا: اے معاذ بن جبل! اُنہوں نے عرض کی: لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ. (یعنی یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں حاضر ہوں، خدمت کے لئے تیار ہوں) آپ نے (دوبارہ) فرمایا: اے معاذ! عرض کی: لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ. یہ (مکالمہ جب) تین بار ہوا تو رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص سچّے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) اللہ کے رسول ہیں تو اللہ پاک جہنّم پر اُسے حرام فرمادے گا۔[11]

دورانِ سفر آرام کرنے کا انداز رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سفر کے دوران آرام کے یہ انداز ہوتے:

1 آپ رات کو آرام کے لئے سیدھی کروٹ پر لیٹتے۔

2 جب آپ صبح ہونے سے کچھ پہلے لیٹتے تو آپ مبارک کہنی کھڑی فرماکر سَر ہتھیلی پر رکھ لیتے۔[12]

دورانِ سفر اندازِ دُعا 1 رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب کسی سَفَر میں ہوتے اور سویرا پاتے تو یوں فرماتے: سننے والے سُن لیں کہ ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں اس کی ہم پر اچھی نعمت ہے۔ اے ہمارے ربّ! تو ہمارا ساتھی ہوجا اور ہم پر فضل کر، آگ سے اللہ کی پناہ لیتاہوں۔[13]

2 حضرت عبدُ اللہ ابن سَرجِس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: جب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سفر کرتے تو ان چیزوں سے پناہ مانگتے تھے: (۱) سفر کے نقصانات سے (۲) اور واپسی کی تکلیفوں سے (۳) اور بھلائی کے بعد بُرائی سے (۴) مظلوم کی بددُعا سے (۵) اور گھر بار و مال میں بُرائی دیکھنے سے۔[14]

سَفَر سے واپسی پر دُعا پڑھنے کا انداز رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب جہاد یا حج یا عمرے سے واپس ہوتے تو ہر اُونچی زمین پر تین بار اللہ اکبر کہتے پھر کہتے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے، اسی کی تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم لوٹ رہے ہیں، توبہ کرتے ہیں، عبادت کرتے ہیں، اپنے ربّ کو سجدے کرتے ہیں، اپنے رب کی حمد کرتے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ سچّا کردیا، اپنے بندے کی مدد کی اور اَحْزاب کو اکیلے ہی بھگادیا۔[15]

کوشش کیجئے کہ ہمارا سَفَر بھی اِسی طرح گزرے اور اِسی انداز پر اِس کا اختتام ہو۔ اللہ کریم ہمیں رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیارے پیارے انداز اپنانے کی توفیق عنایت فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) بخاری، 1 / 557، حدیث: 1666 (2) شرح صحیح البخاری لابن بطال، 4 / 347 (3) ترمذی، 2 / 253، حدیث: 887 (4) نزہۃ القاری، 3 / 149 (5) موطا امام محمد، 2 / 396 (6) عمدۃ القاری، 7 / 262 ماخوذاً (7) مجموعہ رسائل ابن کمال پاشا، 1 / 53 (8) مسند ابی یعلیٰ، 7 / 438، حدیث: 4224 (9) سبل الہدیٰ والرشاد، 7 / 376 (10) بخاری، 2 / 280، حدیث: 2893، طبقات ابن سعد، 8 / 96 (11) بخاری، 1 / 67، حدیث: 128 (12) مسلم، ص 270، حدیث: 1565 (13) مسلم، ص 1117، حدیث: 6900 (14) مسلم، ص 538، حدیث: 3276 (15) بخاری، 1 / 593، حدیث: 1797۔

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَكَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 10 سوالات و جوابات کافی ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جا رہے ہیں۔

1 قبر پر سورۂ مُلک پڑھا ہوا پانی ڈالنا کیسا؟

سُوال: قبر پر سورۂ مُلک پڑھا ہوا پانی ڈالنا کیسا؟ نیز کیا اس سے مرحوم کو فائدہ ہو گا؟

جواب: متبرک چیزوں کو حصولِ برکت کے لئے استعمال میں لانا مسلمانوں میں شروع سے رائج ہے اور آیاتِ قرآنیہ یا سُورۃُ الْمُلك کا دَم کیا ہوا پانی بلاشبہ بابرکت ہے، لہٰذا قبر پر دَم کیا ہوا پانی ڈالنا جائز ہے، یہ اسراف میں شمار نہیں ہو گا۔[1] میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر پانی ڈالنا سُنَّت ہے اور اگر قبر پُرانی ہونے کی وجہ سے اس کی مٹی بکھر گئی اور نئی مٹی ڈالی گئی ہو یا مٹی بکھر جانے کا خدشہ ہو تو ان صورتوں میں پانی ڈالنا جائز ہے تاکہ قبر کی نشانی باقی رہے اور قبر کی توہین نہ ہو مگر بلاضرورت پانی ڈالنا اسراف ہے جو کہ جائز نہیں، لہٰذا ضرورت کے وقت ہی قبر پر پانی ڈالا جائے۔

(دیکھئے: فتاویٰ رضویہ، 9/373- مدنی مذاکرہ، 10 ربیع الاول 1442ھ)

2 قربانی کے لئے ادھار پیسے لینا کیسا؟

سُوال: اگر کسی کے پاس کیش نہیں ہے تو کیا وہ قربانی کے لئے ادھار لے سکتا ہے؟

جواب: اگر اس پر قربانی واجب ہے تو بالکل ادھار لے کر یا کوئی چیز فروخت کر کے بھی قربانی کرنی ہو گی۔

(دیکھئے: فتاویٰ امجدیہ، 3/315- مدنی مذاکرہ، 2 ذوالحجۃ الحرام 1445ھ)

3 بٹیر پالنا کیسا؟

سوال: بٹیر کو گھر میں رکھنا یا پالنا کیسا ہے؟ میں نے سنا ہے کہ بٹیر پالنے سے رزق میں برکت ہوتی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: بٹیر پال سکتے ہیں، حلال پرندہ ہے، اسے ذبح کر کے کھا بھی سکتے ہیں۔ البتہ اس کو گھر میں رکھنے سے برکت ہوتی ہے یہ کہیں پڑھنا، سننا یاد نہیں ہے۔

(مدنی مذاکرہ، 30 شوال المکرم 1444ھ)

4 کیا قربانی کے نصاب پر سال گزرنا ضروری ہے؟

سوال: جیسے زکوٰۃ کے نصاب پر سال کا گزرنا لازمی ہوتا ہے تو کیا قربانی کے نصاب پر بھی سال کا گزرنا ضروری ہے؟

جواب: جی نہیں! قربانی کے نصاب پر سال گزرنا ضروری نہیں ہے، قربانی کے لئے دس ذُوالحجہ کی صبحِ صادق سے لے کر بارہ ذُوالحجہ کی غروبِ آفتاب کے درمیان جب کوئی صاحبِ نصاب ہو جائے اور قربانی کی دیگر شرائط مسلمان، عاقل، بالغ، مقیم وغیرہ پائی جائیں تو اب اس پر قربانی واجب ہو گی۔

(مدنی مذاکرہ، 2 ذوالحجۃ الحرام 1445ھ)

---

(1) تفصیل جاننے کے لئے دارُ الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی) کا فتویٰ "دَم کیا ہوا پانی قبر پر ڈالنا کیسا؟" پڑھئے۔

https://www.fatwaqa.com/ur/fatawa/mayyat/dam-kiya-hua-pani-qabar-par-dalna-kaisa

5 قربانی کا جانور خرید لیا مگر قربانی نہیں کی تو۔۔۔؟

سوال: قربانی کے لئے جانور خرید لیا مگر قربانی نہیں کر سکا تو اب کیا کریں؟

جواب: اگر قربانی نہیں کی اور قربانی کا ٹائم نکل گیا تو اب وہ جانور زندہ صدقہ کرنا ہو گا کیونکہ ٹائم نکلنے کے بعد اب اس کی قربانی نہیں کر سکتے۔

(دیکھئے: بہار شریعت، 3 / 338- مدنی مذاکرہ، 2 ذوالحجۃ الحرام 1445ھ)

6 مسجد کے فنڈ سے کمیٹی ڈالنا کیسا؟

سوال: کیا ہم مسجد کے فنڈ سے کمیٹی ڈال سکتے ہیں تاکہ کچھ رقم جمع ہو جائے اور ہم مسجد پر سیکنڈ فلور کی تعمیر کروا سکیں۔

جواب: کمیٹی قرضہ کے حکم میں ہوتی ہے، اور مسجد کا چندہ بطورِ قرض کسی کو دینا جائز نہیں ہے، لہٰذا مسجد کے فنڈ سے کمیٹی نہیں ڈال سکتے۔ آپ کوشش کریں مسجد میں فنڈ دینے والے لوگ بہت ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 7 محرم الحرام 1446ھ)

7 سنتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک سے زیادہ سورتیں پڑھنا

سوال: کیا نماز کی سنتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک سے زیادہ سورتیں پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں! پڑھ سکتے ہیں۔ (دیکھئے: فتاویٰ امجدیہ، 1 / 98- مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ عصر، 23 رمضان المبارک 1444ھ)

8 مرد کا گلے میں چاندی کی چین پہننا کیسا؟

سوال: مرد کا گلے میں چاندی کی چین پہننا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز و گناہ ہے، فوراً اُتار دی جائے اور توبہ بھی کی جائے۔ مرد کو ساڑھے چار ماشے تقریباً 4.374 گرام سے کم صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جس میں ایک نگینہ لگا ہو وہ پہننے کی اجازت ہے، اس کے علاوہ سونا چاندی یا دیگر میٹل کی انگوٹھی، چھلّا یا چین وغیرہ پہننا حرام ہے۔

(دیکھئے: بہار شریعت، 3 / 426 تا 428- مدنی مذاکرہ، 20 ذوالحجۃ الحرام 1444ھ)

9 وِتر کی نماز میں تکبیرِ قنوت نہیں کہی تو۔۔۔؟

سوال: اگر وِتر کی نماز میں تکبیرِ قنوت نہیں کہی، رکوع اور سجدے کر کے نماز پوری کر لی تو کیا حکم ہو گا؟

جواب: وِتر کی نماز میں تکبیرِ قنوت کہنا اور دُعائے قنوت پڑھنا واجب ہے۔ جان بوجھ کر واجب کا ترک گناہ ہے اور نماز بھی دوبارہ سے پڑھنا واجب ہو گی۔ اگر غلطی سے تکبیرِ قنوت نہیں کہی اور رکوع میں چلے گئے اور اب یاد آیا کہ تکبیرِ قنوت نہیں کہی تو اب رکوع سے کھڑے نہیں ہوں گے کیونکہ رکوع فرض ہے اور فرض سے واجب کی طرف آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ لہٰذا رُکوع، سُجود کر کے آخر میں پوری اَلتَّحِیَّات پڑھنے کے بعد سجدۂ سہو کر لیں، نماز ہو جائے گی۔ یہ حکم بھولے سے رہ جانے کی صورت میں ہے ورنہ جان بوجھ کر ایک بھی واجب چھوڑیں گے تو نماز دوبارہ سے پڑھنا واجب ہو گی، سجدۂ سہو واجب نہیں ہو گا۔

(دیکھئے: بہار شریعت، 1 / 708- مدنی مذاکرہ، 21 ربیع الاول 1445ھ)

10 قراٰن شریف یاد رکھنے کا نسخہ

سُوال: حفظِ قراٰن کو کیسے برقرار رکھا جائے، نیز اپنا حافظہ کیسے مضبوط کیا جائے؟

جواب: حفظ کریں اور اسے یاد رکھیں۔ یاد رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ روز تلاوتِ قراٰنِ پاک ہوتی رہے، بعض حُفّاظ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ایک منزل روزانہ تلاوت کرتے ہیں، یوں ان کا ایک ہفتے میں قراٰنِ کریم مکمل ہو جاتا ہے اور مہینے میں چار قراٰنِ کریم ہو جاتے ہیں اور اگر کم از کم روز ایک پارہ بھی پڑھا جائے تب بھی اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم حفظِ قراٰن برقرار رہے گا۔ حافظے کی مضبوطی کا وظیفہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد سَر پر ہاتھ رکھ کر 11 مرتبہ "یَاقَوِیُّ" پڑھ کر سینے پر دَم کیجئے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم حافظہ مضبوط رہے گا۔ اس کے علاوہ ایک وظیفہ یہ بھی ہے کہ ہر نماز کے بعد "یَاعَالِمُ یَاعَلِیْمُ، یَاحَافِظُ یَاحَفِیْظُ، یَانَاصِرُ یَانَصِیْرُ" پانچ بار، سات بار یا 11 بار پڑھ کر اپنے سینے پر دم کیجئے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم حافظہ میں مضبوطی رہے گی۔

(مدنی مذاکرہ، 15 جمادی الاخریٰ 1444ھ)

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے چار منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

1 کیا والدہ بیٹے کے خرچے پر فرض حج کرسکتی ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے بھائی والدہ کو حج پر اپنے ساتھ لے کر جا رہے ہیں، حج کے تمام اخراجات بھائی ادا کریں گے، ایسی صورت میں اگر میری والدہ حج کرتی ہیں، تو کیا بعد میں مالدار ہونے کی صورت میں ان پر دوبارہ حج فرض ہوگا یا نہیں؟ راہنمائی فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورتِ مسئولہ میں اگر آپ کی والدہ فرض حج یا مطلق حج کی نیت سے حج ادا کرتی ہیں، تو ان کا فرض حج ادا ہو جائے گا اور بعد میں مالدار ہونے کی صورت میں ان پر حج فرض نہیں ہوگا، کیونکہ اگر فقیر حج کرتا ہے اور اس میں وہ فرض حج یا مطلق حج کی نیت کرتا ہے تو اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا اور آئندہ مالدار ہونے کی صورت میں اس پر دوبارہ حج فرض نہیں ہوگا، بلکہ فقیر کو ایسے موقع پر فرض حج کی ہی نیت کرنی چاہیئے کہ مکہ مکرمہ پہنچنے کی وجہ سے اس پر حج فرض ہوگیا، پھر بھی اگر اس نے نفل کی نیت سے حج کیا، تو اس کا نفل حج ادا ہو جائے گا لیکن اس پر دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا، اور اس میں بلاوجہ تاخیر کرے گا تو گنہگار ہوگا۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 گائے میں پچھلے سال کی قربانی کا حصہ شامل کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ پچھلے سال مجھ پر قربانی لازم تھی لیکن سستی کی وجہ سے میں قربانی نہیں کرسکا، اب میرا ذہن یہ ہے کہ اس سال میں بڑے جانور میں دو حصے لوں ایک پچھلے سال کی قربانی کا اور ایک اس سال کی قربانی کا، تو کیا میں اس طرح اپنی پچھلے سال کی قربانی کرسکتا ہوں؟ راہنمائی فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صورتِ مسئولہ میں آپ پچھلے سال کی قربانی کی نیت سے اس سال گائے میں حصہ نہیں ملاسکتے اور نہ ہی اس سے پچھلے سال کی قربانی ادا ہوگی، بلکہ پچھلے سال کی قربانی کے بدلے پچھلے سال قربانی کے لائق بکری کی جو قیمت تھی وہ صدقہ کرنی ہوگی، اور بلاعذر قربانی نہ کرنے کی وجہ سے آپ گنہگار ہوئے، اس سے توبہ بھی کریں۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

3 کیا قارن کو عمرہ کے بعد حلق کروانے کی اجازت ہے؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ حجِ قران کرنے والا عمرہ کرنے کے بعد حلق کروائے گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حجِ قران کرنے والا، عمرہ کرنے کے بعد حلق نہیں کروائے گا۔ کیونکہ حلق احرام سے باہر ہونے کے لئے ہوتا ہے اور اس کا احرام،

* دارالافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

عمرہ کے بعد ختم نہیں ہو گا بلکہ اس پر عمرہ کے ساتھ حج کے افعال ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ لہٰذا اس سے پہلے اس کا حلق کروانا جائز نہیں، اگر حلق کروائے گا تو احرام سے باہر نہیں ہو گا اور اس پر دو دم لازم ہوں گے کہ اس نے حج اور عمرہ دونوں کے احرام میں جنایت کی ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

4 طواف نہ کرنے والا محرم کسی اور محرم کا حلق کرے تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ عمرہ پر گیا، عمرہ پر جانے کے بعد جب میرے حلق کا وقت ہوا، تو اس وقت میں نے بیوی سے کہا اور اس نے میرا حلق کیا لیکن وہ اس وقت احرام میں تھی کہ ہم دونوں نے اگرچہ عمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھا تھا مگر طبیعت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے اس نے عمرہ میں تاخیر کی تھی تو انہوں نے اس وقت تک طواف وغیرہ کچھ نہیں کیا تھا تو اس حالت میں اس نے میرا حلق کر دیا۔ اس صورت میں میرا حلق ہو گیا یا نہیں؟ نیز ان پر کچھ لازم ہو گا یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جو شخص احرام کی حالت میں ہو، جب تک اس کے احرام کھولنے کا وقت نہ آجائے اس وقت تک وہ کسی کا حلق نہیں کر سکتا، نہ محرم کا اور نہ ہی غیر محرم کا۔ اگر حلق کرے گا تو گناہ گار ہو گا اور اس پر کفارہ بھی لازم ہو گا۔ کفارہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس نے کسی محرم کا حلق کیا تو صدقہ فطر کی مقدار صدقہ لازم ہے اور اگر غیر محرم کا حلق کیا تو اس صورت میں بھی صدقہ لازم ہے مگر اس کی کوئی خاص مقدار متعین نہیں بلکہ ایک کھجور یا ایک مٹھی گندم بھی صدقہ کر سکتا ہے۔ وجہ فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں جنایت دوسری صورت کے مقابلہ میں سخت ہے کہ اس میں اس نے اپنے احرام کی خلاف ورزی کرنے کے ساتھ دوسرے کو بھی جنایت کا مرتکب کیا، جبکہ دوسری صورت میں اس نے صرف اپنے احرام کی خلاف ورزی کی لہٰذا پہلی صورت میں صدقہ فطر کی مقدار لازم ہو گی اور دوسری صورت میں بھی اگرچہ صدقہ لازم ہے مگر اس کی کوئی مقدار متعین نہیں بلکہ جو چاہے صدقہ کرے۔

نیز جس کا حلق کیا گیا وہ اگر احرام میں ہو تو اس پر دم لازم ہو گا اور اگر احرام میں نہ ہو یا احرام میں تھا مگر اس نے طواف و سعی وغیرہ مکمل کر لی، اب صرف حلق باقی ہے تو اس صورت میں محلوق پر (یعنی جس کا حلق کیا گیا اس پر) کچھ لازم نہیں کہ جب احرام کھولنے کا وقت آچکا تو حلق کے مسئلہ میں یہ غیر محرم کی طرح ہو گیا اسی وجہ سے وہ اپنا حلق خود بھی کر سکتا ہے اور اپنی مثل دوسرے شخص کا (یعنی جس کے احرام کھولنے کا وقت آچکا ہو اس کا) بھی حلق کر سکتا ہے تو یہ اس مسئلہ میں غیر محرم کی طرح ہے۔

اس ضروری تفصیل کے بعد آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ صورتِ مسئولہ میں چونکہ آپ کے حلق کا وقت ہو چکا تھا تو بیوی کے حلق کرنے سے آپ کا حلق درست ہو گیا اور آپ پر کفارہ بھی لازم نہیں البتہ آپ کی بیوی احرام کی حالت میں آپ کا حلق کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوئی، لہٰذا وہ توبہ کرے اور اس کے ساتھ اس پر بطورِ کفارہ صدقہ بھی لازم ہے مگر اس صدقہ کی کوئی مقدار متعین نہیں کیونکہ اس نے ایسے شخص کا حلق کیا کہ جس کے حلق کا وقت ہو چکا تھا تو گویا کہ اس نے غیر محرم کا حلق کیا اور اس صورت میں بغیر کسی معین مقدار کے صدقہ لازم ہوتا ہے جیسا کہ اس کی تفصیل شروع میں بیان ہوئی لہٰذا وہ جو چاہے صدقہ کرے، کفارہ ادا ہو جائے گا۔

<u>تنبیہ</u>: صدقہ حرم میں ادا کرنا، ضروری نہیں بلکہ حرم کے علاوہ کہیں اور ادا کیا تو بھی صدقہ ادا ہو جائے گا۔ ہاں! افضل و بہتر یہی ہے کہ مکہ مکرمہ کے مساکین کو دے کہ اس مسئلے میں امام شافعی علیہ الرَّحمہ کا اختلاف ہے اور ان کے نزدیک صدقہ حرم میں دینا ضروری ہے، غیر حرم میں نہیں دے سکتے، اور ہمارے فقہاء کا اس بات پر اجماع ہے کہ جب تک اپنے مذہب کا مکروہ لازم نہ آئے، فقہاء کے اختلاف کی رعایت کرنا مستحب ہے، لہٰذا امام شافعی علیہ الرَّحمہ کے قول کی رعایت کرتے ہوئے صدقہ حرم کے مساکین کو دینا افضل و مستحب قرار پائے گا۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

مشورہ دینے کا اہل کون؟

امیرِ اہلِ سنّت، حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

صحابی ابنِ صحابی، کاتبِ وحی، حضرتِ امیر مُعاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آدمی اس وقت تک رائے (یعنی مشورہ) دینے کے قابل نہیں ہوتا جب تک اُس کا حِلْم (یعنی نرمی، بُردباری، قوتِ برداشت) اس کی جَہالت پر اور اس کا صبر اُس کی خواہش پر غالب نہ آجائے اور اس مَقام تک انسان علم کی قوت کے بغیر نہیں پہنچ سکتا۔[1]

اے عاشقانِ رسول! اِس بات کو سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ اگر کسی نے کوئی مشورہ دیا اور اس کا مشورہ قبول نہ کیا گیا تو اسے غصہ آجائے کہ میرے مشورے پر عمل کیوں نہیں کیا؟ تو ایسا شخص مشورہ دینے کا اہل نہیں ہے کیونکہ مشورہ دینے والے کی جو دو صفات بیان کی گئی ہیں وہ اس شخص میں موجود نہیں ہیں، پہلی یہ کہ اس کے جہل پر اس کا حِلْم غالب ہو یعنی مشورہ قبول نہ ہونے پر غصہ نہ کرے، بپھر نہ جائے بلکہ نرمی کرے اور برداشت سے کام لے۔ اور دوسری صفت یہ کہ اس کی خواہش پر اس کا صبر غالب ہو یعنی خواہش تو یہ تھی کہ اس کا مشورہ قبول کر لیا جاتا لیکن قبول نہ ہونے پر جو صدمہ پہنچا اس صدمے پر یہ شخص صبر کرلے۔

مشورہ یا حکم؟ معاشرے میں کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی بات کو کہتے تو مشورہ ہیں لیکن حقیقت میں حکم دے رہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہئے کہ ہر ایک پر آرڈر چلانے والے ہم کون ہوتے ہیں؟ کیا ہمیں شریعت نے ہر ایک پر آرڈر چلانے کا حق دیا ہے؟ لہٰذا مشورہ اور حکم میں فرق کیجئے۔ حکم ہر ایک نہیں کر سکتا، البتہ مشورہ چھوٹا بندہ بھی دے سکتا ہے۔ اگر کبھی کسی کا مشورہ قبول نہیں ہوا تو مشورہ دینے والے کو چاہئے کہ وہ برداشت سے کام لے اور یہ سوچ کر صبر کرے کہ میں نے تو مشورہ ہی دیا تھا، آرڈر کہاں جاری کیا تھا! ممکن ہے کہ میرے مشورے کے علاوہ دوسرے کے مشورے میں بہتری سمجھی گئی ہو، لہٰذا اپنی رائے اور مشورے کو ہر حال میں بہتر سمجھ بیٹھنا عقل مندی نہیں۔

ایک دلچسپ مشورہ مجھے دعوتِ اسلامی کے شروع کے دور میں اس کا بہت تجربہ ہوا اور اب بھی ذمہ داروں کو ہوتا ہوگا، لوگ مجھے راستے میں روک روک کر مشورے دیتے تھے، ایسے ایسے مشیر ملتے تھے کہ جو صرف مشورہ دے کر دعوتِ اسلامی کے کام میں اپنا اپنا حصہ ملاتے تھے۔

ککری گراؤنڈ (کھارادر، کراچی) میں جن دنوں دعوتِ اسلامی کا اجتماع ہوتا تھا، ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ اجتماع گاہ کے باہر دروازے پر کوئی بکس وغیرہ لگوالیں، اور وہاں کچھ لوگوں کو کھڑا کر دیں جو کہتے رہیں کہ جو بھی اجتماع کے لئے ککری گراؤنڈ میں آنا چاہے وہ ایک ایک روپے کا نوٹ[2] دعوتِ اسلامی کو چندہ دیتا جائے اور گراؤنڈ میں داخل ہوتا جائے، اس سے آپ کو چندہ بھی مل جائے گا اور آنے والوں کی تعداد بھی پتا چل جائے گی!۔ ہر ذی شعور یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ مشورہ قابلِ قبول نہ تھا۔

اگر میں ہر ایک کا مشورہ قبول کرلیتا۔۔۔ کئی لوگ مجھے لمبے لمبے لیٹر لکھ کر مشورے دیتے تھے اور کئی تو حکم نامے جاری کرتے تھے کہ یوں ہونا چاہئے یا یوں کرلو! پھر بعض صاحبان بعد میں کسی کسی سے میرے بارے میں یہ بھی کہتے تھے کہ یہ کسی کا مشورہ نہیں مانتا، بس اپنی چلاتا ہے۔ یہ بھی واضح کردوں کہ کیا عوام کیا خواص ہر طرح کے لوگ مجھے مشورے دیتے تھے، البتہ بعض حضرات کے مشورے سمجھ میں آجاتے اور میں قبول بھی کرلیتا۔ بِن مانگے مشورے مجھے شاید ہزاروں ملے ہوں اگر میں مروّۃً یا بے سوچے سمجھے ہر کسی کے مشورے پر عمل کرتا رہتا تو آج دعوتِ اسلامی کا جتنا کام دنیا بھر میں اللہ کی رحمت سے پھیلا ہوا ہے شاید اتنا نہ پھیلتا اور نہ مدنی چینل کی مدنی بہاریں دنیا بھر میں ہوتیں۔

شروع میں بیان کردہ قول میں یہ بھی بتایا گیا کہ مشورہ دینے کی اہلیت کے لئے علم بھی ضروری ہے، کسی کام کے بارے میں علم نہ ہوتے ہوئے بھی مشورہ دینا مُشار (یعنی جسے مشورہ دیا گیا) اور مُشیر (یعنی مشورہ دینے والے) دونوں کی دنیا و آخرت کے لئے نقصان کا باعث ہوسکتا ہے، ہمارے بزرگانِ دین اس معاملے میں بڑے ہی محتاط ہوا کرتے تھے، چنانچہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے ایک طویل سوال ہوا جس میں یہ بھی الفاظ تھے "ہم کو کیا کارروائی کرنا چاہئے اور اس صورت میں شرع شریف کا کیا حکم ہے۔" امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: بحمد اللہ تعالیٰ میں حکمِ شرعی جانتا ہوں اور وہی بتا سکتا ہوں قانون سے نہ مجھے واقفیت نہ اس کا مشورہ دے سکتا ہوں۔[3]

اللہ کریم ہمیں درست مشورے دینے اور ملے ہوئے درست مشوروں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) احیاء العلوم، 3/220 (2) اب پاکستانی کرنسی میں ایک روپے کے نوٹ کا رواج ختم ہوچکا ہے۔ (3) فتاویٰ رضویہ، 16/161، 162۔

جواب دیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ اپریل 2025ء کے سلسلہ "جواب دیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ منظور عطّاریہ (صادق آباد)، بنتِ شاہد علی حسن (کراچی)، بنتِ تنویر (سیالکوٹ) اِنہیں مدنی چیک روانہ کردیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات**

(1) 10 مرتبہ (2) حضرت بجیر بن بجرہ اور حضرت نابغہ جَعْدی رضی اللہ عنہما **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** ◎ بنتِ عبد الرزاق (کراچی) ◎ بنتِ حفیظ الرحمٰن (کراچی) ◎ محمد زاہد قریشی (ملتان) ◎ بنتِ غلام رسول (لاہور) ◎ بنتِ نصیر احمد (راولپنڈی) ◎ شاہ نواز (کراچی) ◎ جمیل احمد (میرپور خاص) ◎ بنتِ منور علی (شہداد پور، ضلع سانگھڑ) ◎ سید عمیر رضا (پھولنگر) ◎ بنتِ نعیم فاروق (سیالکوٹ) ◎ محمد بشیر عطّاری (پاکپتن) ◎ بنتِ محمد رمضان (کراچی)۔

جملے تلاش کیجئے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ اپریل 2025ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجئے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: بنتِ مدثر (ملتان)، بنتِ حفیظ عطّاریہ (فیصل آباد)، محمد حسنین (کراچی) اِنہیں مدنی چیک روانہ کردیئے گئے ہیں۔ **درست جوابات** (1) واش روم کی احتیاطیں، ص52 (2) حروف ملایئے؟ ص58 (3) عید کے اخروٹ، ص56 (4) بچوں کو جنک فوڈ سے بچائیں، ص59 (5) دانت سلامت رہے، ص53۔ **درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** ❁ عبید (پھولنگر) ❁ بنتِ شیر علی عطّاریہ (رحیم یار خان) ❁ بنتِ محمد احمد (ڈسکہ) ❁ بنتِ شاہد مدنی (اوتھل، بلوچستان) ❁ بنتِ عصمت (واہ کینٹ) ❁ بنتِ آصف (واہ کینٹ) ❁ عمیر (راولپنڈی) ❁ محمد نوفل رضا (کراچی) ❁ محمد معیز (صادق آباد) ❁ بنتِ سخاوت (خانیوال) ❁ عبد الرحمٰن (رحیم یار خان) ❁ بنتِ محمد فہیم (کراچی) ❁ بنتِ سعید احمد (ملتان)۔

اِسلامی طرزِ زندگی
(Islamic lifestyle)

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

اَلْحمدُ لِلّٰہ اِسلام اَمْن پسند، سچّا، کامل و اَکمل اور عالمگیر مذہب ہے، اسلام میں دینی، دنیاوی، اُخروی، اخلاقی، ظاہری، باطنی، گھریلو، خاندانی، معاشرتی اور معاشی بلکہ ہر اعتبار سے زندگی کے تمام شعبوں کے لئے بہترین اُصول و ضوابط اور شاندار ہدایات موجود ہیں جو اس حقیقت کو ثابت کرتے ہیں کہ "اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے"۔ نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطّاری مُدَّظِلُّہُ العالی نے اپنے ایک بیان میں اسلام کی ان ہی خوبیوں کو بیان فرما کر یہ ترغیب دلائی کہ اسلام میں پورے داخِل ہو جاؤ، ان میں سے چند نکات ملاحظہ کیجئے:

1 اسلام ہمارا دینِ کامل و اکمل ہے، قراٰن و حدیث نے ہمیں اسے مکمّل اپنانے کی دعوت دی ہے۔ سورۃُ البقرہ آیت نمبر 208 میں ربِّ کریم ارشاد فرماتا ہے۔ ترجَمۂ کنزُالعرفان: اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اسلام میں پورے داخل ہونے کی وضاحت یہ ہے کہ اسلام کے احکام کا پورا اِتّباع کرو۔

2 آج کل لوگ غیر مسلموں کی کوالٹیز، ان کے مینرز اور ان کی اقدار سے بہت متاَثر نظر آتے ہیں؛ ان کے اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، کھانے پینے کے انداز کو زیرِ بحث لاتے نہیں تھکتے اور ان کو فالو کرنے کی باتیں کرتے ہیں، حالانکہ ہماری دینی اقدار اور روایات میں اس سب سے بڑھ کر کہیں زیادہ حسن ہے مگر ہمیں اس کا احساس تب ہی ہو گا جب ہم پورے پورے اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔

3 آج ہم اِدھر اُدھر دیکھتے ہیں اور جو اصول اور طریقۂ کار شریعت ہمیں سکھاتی ہے اس کی مکمّل معلومات نہیں ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ قراٰن کی آیات اور ان آیات کی وضاحت کے بارے میں ہمارا کتنا مطالعہ ہے؟ احادیثِ مبارکہ کے بارے میں ہماری اِسٹڈی کتنی ہے؟

4 اگر کوئی آدمی گھر کی بات کرے اور اس گھر کی چھت ہی نہ ہو تو اسے کوئی بھی گھر نہیں کہے گا، کیونکہ گھر کی دیواریں ہوتی ہیں، اس کی چھت ہوتی ہے، گھر کا ایک اسٹرکچر ہوتا ہے، جس میں انسان رہتا ہے تو وہ گھر اسے ہر طرح کی آب و ہوا، مٹّی، طوفان، بارش، چوری ڈکیتی اور بہت سی چیزوں سے پروٹیکٹ کرتا ہے اسی طرح اسلام میں مکمّل داخل ہونے سے اسلام ہمیں پروٹیکٹ کرتا ہے اور یہ اسلام کی خوبی ہے۔

5 حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: منافقین نے کلمہ پڑھ کر اسلام کی آڑ لے لی۔ جس سے وہ قتل سے تو بچ گئے۔ مگر شیطان چور اور دوزخ کی سردی گرمی سے نہ بچ سکے۔ (جبکہ) مومن اسلام میں اس طرح داخل ہو گئے کہ دل میں اسلام کے عقائد آ گئے۔ دماغ میں عشقِ نبی کا سودا اعضاء میں اسلام کے احکام۔ وہ بفضلہ تعالیٰ ہر طرح محفوظ ہو گئے۔ (تفسیر نعیمی، 2/314)

6 دینِ اسلام ہماری عزّت و ناموس کا محافظ، ہمیں سکون و قرار مہیّا کرنے والا، مکمل ضابطۂ حیات دینے والا، ہر دَور اور ہر ملک میں لوگوں کی رَاہنمائی کرنے والا ہے۔

7 اب کوئی نیا دین نہیں آئے گا کیونکہ اب کسی نئے نبی نے نہیں آنا، اب ہم نے ہی دین کی خدمت کرنی ہے، نیکی کی دعوت دینی ہے، قراٰن و حدیث کی تعلیم عام کرنی ہے۔

8 ہر خشک و تَر شے کا علم قراٰنِ پاک میں موجود ہے، احادیثِ مبارکہ میں ہر بات کی رَاہنمائی ملتی ہے مکمل طور پر ہمیں سکھایا اور سمجھایا گیا ہے۔

9 علومِ دین چار حصّوں میں تقسیم ہیں، عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات۔ یہ چار حصّے ہیں۔

عقائد کی مکمل معلومات دینِ اسلام نے دی ہے، اللہ کے بارے میں عقیدہ، اَنبیاء و رُسُل، جنّت و جہنّم اور فرشتوں کے بارے میں

کیا عقائد ہیں؟ ایمان کی تعریف، کُفر و شِرک کسے کہتے ہیں؟ کن کن کلمات اور افعال سے ایمان برباد ہو جاتا ہے؟ اگر مَعاذَ اللہ کسی کا ایمان برباد ہو گیا تو وہ کیا طریقہ ہے کہ وہ پھر سے مسلمان ہو جائے؟

اسی طرح اسلام عبادات کی مکمل معلومات فراہم کرتا ہے کہ نَماز پڑھنی ہے تو کیسے پڑھنی ہے؟ طَہارت کیسے حاصل ہو گی؟ غسل کے فرائض کیا ہیں؟ زکوٰۃ کے اَحکام، زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟ کتنی زکوٰۃ اَدا کرنی ہے؟ اسی طرح صاحبِ استطاعت پر حج فرض ہے تو اس نے حج کس طرح کرنا ہے؟ اسی طرح اور بہت سی عبادات ہیں جن کی ادائیگی کا علم سیکھنا بھی فرض ہے۔

10 تنگدستی اور مفلسی کا حل اسلام میں موجود ہے، دنیا میں بہت سے معاشی سسٹم متعارف کروائے گئے، پانچ دس، پچاس سال بعد سرمایہ کاری کے یہ نظام تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ ان نظاموں سے غریب مزید غریب ہوتا جارہا ہے اور امیر امیر تَر ہوتا جارہا ہے کیونکہ اسلام نے جو معاشی نظام دیا ہے وہ ہم پوری طرح نافذ ہی نہیں کر سکے اور نافذ تب کریں جب اسلامی تعلیمات کو پڑھا بھی ہو۔

11 اسلام نے امیروں سے دولت لے کر غریبوں کا بھلا کیا ہے جس کے لئے زکوٰۃ اور عُشْر کا نظام دیا ہے کہ اتنے مال پر اتنی زکوٰۃ ہے اور مال نکالنے کے بعد یہ بھی بتایا کہ کس کو کتنا دینا ہے اور کس کو نہیں دینا۔

12 اسلام نے ہر ایک چیز واضح بیان کر دی ہے ہم اپنے سلیبس کی ایک کتاب پڑھ لیتے ہیں اور اسی کو اسلامی تعلیمات کی کل کائنات سمجھ لیتے ہیں اس کے علاوہ معلومات کے لئے ہمارے پاس ٹائم ہی نہیں ہے۔

13 ہم اسکول، کالج، یونیورسٹی کی کتابیں اپنے امتحان میں کامیابی کیلئے پڑھتے ہیں، یاد رکھئے! ایک امتحان قبر میں بھی ہونا ہے کیا اس بارے میں کبھی سوچا کہ وہاں بھی کچھ سوال پوچھے جائیں گے، کیا کبھی قیامت کے امتحان اور اس کی تیاری کے لئے کبھی سوچا ہے؟

14 ہمارے ایجوکیشن سسٹم میں امتحان کے سوال پہلے سے نہیں بتائے جاتے مگر اسلام نے آخرت کے سارے سوالات پہلے ہی بتا دیئے اور اس کی تیاری کے لئے قراٰنِ پاک کی آیت میں یہ حکم دے دیا کہ اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ۔

15 اس امتحان کی تیاری کے لئے پہلے عقائد کا علم سیکھنا ہے، عبادات کا علم سیکھنا ہے اس پر عمل کرنا ہے، معاملات کا علم سیکھنا ہے اس پر عمل کرنا ہے، اخلاقیات کا علم سیکھنا ہے اور اس پر عمل کرنا ہے۔

16 انسانی حُقوق کا سب سے بڑا داعی اسلام ہے، اسلام سے بڑھ کر کوئی ہیومن رائٹس بیان نہیں کرتا۔ غیر مسلموں کے رائٹس، ان کے ساتھ کیسا سُلوک اور کس معاملے میں کیسا برتاؤ کرنا ہے یہ اسلام بیان کرتا ہے۔

17 اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو انسانوں کے حُقوق کھول کھول کر بیان کرتا ہے، ماں باپ، بہن بھائی، اولاد، قریبی رشتہ دار، پڑوسی، عام مسلمانوں ان سب کے حُقوق الگ الگ بیان کئے ہیں۔

18 آج بہت بڑی تعداد ہے مسلمانوں کی جنہیں قراٰن دیکھ کر پڑھنا نہیں آتا، مختلف ملکوں میں جانے کے لئے ہم مختلف زبانیں تو سیکھتے ہیں مگر قراٰن سیکھنے کے لئے ٹائم نہیں ہے۔

19 اگر آپ کو قراٰن پڑھنا نہیں آتا تو مدرسۃُ المدینہ بالغان میں آجائیں دعوتِ اسلامی آپ کو سکھائے گی، غسل کرنا نہیں آتا غسل کے مسائل دعوتِ اسلامی سکھائے گی، وُضو کا طریقہ نہیں آتا دعوتِ اسلامی سکھائے گی۔

20 دعوتِ اسلامی عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات سب کچھ آپ کو سکھاتی ہے۔

21 اَلحمدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول ہمیں آیتِ مبارکہ "اسلام میں پورے داخل ہو جاؤ" کا مصداق بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

22 دعوتِ اسلامی آپ کو ایک باعمل اور سچّا عاشقِ رسول مسلمان بنا دیتی ہے۔

23 گستاخانِ رسول کا عملی بائیکاٹ کیجئے، مگر افسوس ہم کھاتے پیتے ان کی طرح ہیں، ان کا کلچر اپناتے ہیں۔ اسلام میں سب کچھ ہے تو پھر ہم اسلامی کلچر چھوڑ کر کیوں کسی اور سے متأثّر ہوتے ہیں؟

24 اسلام نے عورت کو چادر اور چار دیواری میں تحفّظ فراہم کیا ہے، عورت کی آزادی میں آزادی نہیں اس کی عزّت کی بربادی ہے۔

قربانی کی اسلامی تعلیمات، مقاصد اور اہمیت

مولانا سید بہرام حسین عطاری مدنی*

اِسلام کی عظیم اور اعلیٰ، کامل و اکمل تعلیمات میں سے ایک قُربانی کی تعلیم بھی ہے۔ قُربانی بہت پُرانی عِبادت ہے جو حضرتِ آدم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مبارک دَور سے چلی آرہی ہے۔ حضرت آدم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کی قُربانی کا ذِکر کرتے ہوئے اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر جب دونوں نے ایک ایک نیاز (قربانی) پیش کی تو ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے کی نہ قبول ہوئی۔[1]

گزشتہ اُمّتوں میں سے ہر اُمّت کے لئے اللہ پاک نے قربانی مقرّر فرمائی، جس کا ذِکر کرتے ہوئے اللہ پاک نے اِرشاد فرمایا: ﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور ہر اُمّت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرّر فرمائی کہ اللہ کا نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر۔[2]

قربانی اللہ پاک کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی سنّت ہے جو اِس اُمّت کے لئے باقی رکھی گئی ہے۔ اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بھی قربانی کرنے کا حکم دیا اور اِرشاد فرمایا: ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْؕ(۲)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔[3] لہٰذا یہ ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بھی سنّت ہے۔

قُربانی کرنے کے بے شُمار مَقاصد ہیں: اِن میں سے ایک اَہم اور بنیادی مقصد رضائے اِلٰہی کا حُصول ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اِخلاص کے ساتھ محض اللہ پاک کی رضا کے لئے قربانی کی جائے۔ اللہ پاک اپنے پیارے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اِخلاص کا حکم دیتے ہوئے اِرشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ(۱۶۲) لَا شَرِیْكَ لَهٗۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ(۱۶۳)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہان کا۔ اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔[4]

قربانی کا دوسرا بڑا مقصد تقویٰ و پرہیزگاری کا حُصول ہے جیسا کہ اللہ پاک نے اِرشاد فرمایا: ﴿لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ ان کے خون ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔[5] اِس مقصد کو دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا: ﴿اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ(۲۷)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اللہ

*رکن مجلس المدینۃ العلمیہ، ذمّہ دار شعبہ خلیفہ امیر اہلسنت

اسی سے (قربانی) قبول کرتا ہے جسے ڈر ہے۔[6]

قربانی کا تیسرا مقصد غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرتے ہوئے انہیں قربانی کا گوشت فراہم کرنا ہے۔ بہت سے غریب اور نادار لوگ اپنی غُربت اور ناداری کی وجہ سے گوشت خرید کر کھا نہیں سکتے، پھر ان میں سے کچھ لوگ تو صَبْر کا دامن تھامے بیٹھے رہتے ہیں اور کچھ اپنی اِس خواہش اور ضَرورت کی تکمیل کے لئے سُوال کرنے کا سہارا لیتے ہیں تو اللہ پاک نے قربانی کرنے، اس کا گوشت کھانے اور ایسے لوگوں کو کھلانے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ اللہ پاک نے اِرشاد فرمایا: ﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآىٕسَ الْفَقِیْرَ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: تو ان میں سے خود کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ۔[7] دوسری جگہ اِرشاد فرمایا: ﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: تواُن میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔[8] معلوم ہوا کہ قربانی کرنے میں غریبوں، مسکینوں اور حاجت مندوں کا فائدہ ہے کہ اللہ پاک نے انہیں گوشت کھلانے کا حکم دیا ہے۔ اِس سے اُن لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو غریبوں اور مسکینوں کی مدد کا رونا رو کر لوگوں کو قربانی کرنے سے روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔

قربانی کا چوتھا مقصد اپنے نفس کو لالچ اور بُخْل سے بچا کر اپنی پسندیدہ چیز کو اللہ پاک کی راہ میں قربان کرنا ہے۔ اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: تم ہر گز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔[9] حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے رِوایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (حج کے موقع پر) قربانی کیلئے ایک بُخْتی اُونٹ لائے، آپ سے 300 دینار میں طَلَب کیا گیا، آپ نے رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے پوچھا کہ یہ بیچ کر دوسرا اُونٹ خرید لوں؟ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے منع کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: اسے ہی قربان کرو۔[10] اِس لئے کہ تھوڑی اعلیٰ چیز زیادہ اَدنیٰ چیز سے بہتر ہے اور 300 دینار کے 30 جانور آسکتے تھے، ان میں گوشت بھی زیادہ ہوتا لیکن مقصود گوشت نہیں بلکہ مقصود تو نفس کو بخل سے پاک کرنا اور اللہ پاک کے لئے تعظیم و حسن و خوبی سے مُزَیَّن کرنا ہے۔

قربانی کرنے کی اَحادیثِ مبارکہ میں بڑی اَہمیّت اور فضیلت بیان ہوئی ہے چنانچہ حدیثِ پاک میں ہے: جس نے خوش دِلی کے ساتھ طالبِ ثواب ہو کر قربانی کی تو وہ قربانی اس کیلئے جہنّم کی آگ سے روک بن جائے گی۔[11] معلوم ہوا کہ قربانی کرنا خود کو جہنّم کی آگ سے بچانے اور جنّت میں جانے کا ذَریعہ ہے اور یہ اِنسان کیلئے بہت بڑی کامیابی ہے۔ اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: جو آگ سے بچا کر جنت میں داخل کیا گیا وہ مُراد کو پہنچا۔[12]

قربانی کرنا ڈھیروں ڈھیر نیکیاں جمع کرنے کا بھی ایک بہترین ذَریعہ ہے، حدیثِ پاک میں ہے: قربانی کرنے والے کو قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے۔[13] سبحٰن اللہ! قربانی کے ذَریعے ڈھیروں ڈھیر نیکیاں کمانا کس قدر آسان ہے! آج نیکیاں کمانے کا موقع ہے پر نیکیوں کی قَدر نہیں، بروزِ قیامت قَدر ہوگی مگر نیکیاں کرنے کا موقع نہیں ہوگا اور نہ ہی کوئی کسی کو نیکی دینے کے لئے تیّار ہوگا۔

اِن اَحادیثِ مبارکہ سے قربانی کرنے کی اَہمیّت اور فضیلت واضح ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ قربانی کی اِستطاعت ہونے کے باوُجود نہ کرنے والے کے بارے میں حدیثِ پاک میں سخت وعید بیان فرمائی گئی ہے چنانچہ محبوبِ رحمٰن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جس شخص میں قربانی کرنے کی وُسعت ہو پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔[14]

اللہ پاک ہمیں شریعت وسنّت کے مُطابِق قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ6، المآئدۃ:27 (2) پ17، الحج:34 (3) پ30، الکوثر:2 (4) پ8، الانعام:162، 163 (5) پ17، الحج:37 (6) پ6، المآئدۃ:27 (7) پ17، الحج:28 (8) پ17، الحج:36 (9) پ4، اٰلِ عمرٰن:92 (10) ابوداؤد، 2/207، حدیث:1756 (11) معجم کبیر، 3/84، حدیث:2736 (12) پ4، اٰلِ عمرٰن:185 (13) ترمذی، 3/162، حدیث:1498 (14) اِبن ماجہ، 3/529، حدیث:3123۔

سوشل میڈیا پر بدنام کرنا

(Defamation on social media)

مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مَدَنی*

آج کے ڈیجیٹل دَور میں سوشل میڈیا کا جادو سَر چڑھ کر بول رہا ہے۔ نئے نئے پلیٹ فارمز جدید فیچرز کے ساتھ متعارف ہو رہے ہیں جن تک رسائی ہر خاص وعام کے لئے آسان ہے، کوئی بھی ان پر اپنا اکاؤنٹ بنا کر اپنی مرضی کا مواد ڈال سکتا ہے۔ سوشل میڈیا کا استعمال مثبت بھی ہوتا ہے اور منفی بھی، چنانچہ سوشل میڈیا حیرت ناک فوائد کے ساتھ خوفناک نقصانات بھی پہنچاتا ہے۔ سوشل میڈیا جہاں خبریں عام کرتا ہے تو اَفواہیں (Rumors) بھی اس کے ذریعے پھیلتی ہیں۔ اس کے ذریعے لوگوں کو شُہرت بھی ملتی ہے اور ذلّت بھی۔ اگر کوئی کسی کو سوشل میڈیا پر بدنام کرنے کی ٹھان لے تو اسے روکنا بہت مشکل ہوتا ہے کیونکہ وہ سچ جھوٹ کی پرواہ کئے بغیر اپنے شرمناک مقصد (Shameful Purpose) کو پورا کرنے میں لگ جاتا ہے۔ سوشل میڈیا پر رُسوا کرنے کے واقعات آئے روز بڑھتے جارہے ہیں۔ کسی کو بدنام ورُسوا کرنے والوں کے کئی طرح کے مقاصد ہوسکتے ہیں جیسے سَستی شُہرت حاصل کرنا، اپنے پیج کے ویوز بڑھانا، سیاسی، مذہبی یا ذاتی دشمنی نکالنا، حسد یا بغض کی وجہ سے خود کو شیطانی تسکین دینا، بدلہ لینا، دباؤ ڈال کر ناجائز مطالبات منوانا۔ ان بُرے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے بے بنیاد خبریں اور اَفواہیں پھیلائی جاتی ہیں، جھوٹے الزامات پر مشتمل فیک آڈیوز، وڈیوز اور تصویریں ٹمپرنگ کرکے شیئر کی جاتی ہیں، اس کی خاندانی زندگی کے راز کھولے جاتے ہیں اور کمزوریاں لوگوں کو بتائی جاتی ہیں۔ کسی کو بدنام ورُسوا کرنے والے کو ذرا پرواہ نہیں ہوتی کہ اس کی حرکتوں سے بدنام ہونے والوں کو کتنا بڑا سماجی، معاشی اور اخلاقی نقصان پہنچ سکتا ہے۔ متأثّرہ شخص ذِہنی دباؤ، پریشانی اور مایوسی کا شکار ہوسکتا ہے، جو بعض اوقات اسے خودکشی جیسے انتہائی اقدام تک لے جاسکتا ہے۔ بدنامی کی وجہ سے لوگ خود کو دوسروں سے الگ تھلگ محسوس کرنے لگتے ہیں، ان کے معاشرتی تعلّقات کمزور ہوجاتے ہیں، طلاق کی وجہ سے ان کا گھر بھی ٹوٹ سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص یا کمپنی اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں بدنام ہوجائے تو اس کے کیریئر پر منفی اَثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔ اس طرح کے متعدّد واقعات پاکستان میں رپورٹ ہوئے ہیں ۞ کراچی میں 15 سال کے نوجوان نے اکتوبر 2024ء میں ہراسانی اور تشدّد کی ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہونے کے بعد خودکشی کرلی ۞ اکتوبر 2022ء میں ایک خاتون نے اپنے رشتہ داروں کی جانب سے ان کی تصاویر کو ایڈٹ کرکے سوشل میڈیا پر شیئر کرنے کے بعد زہر کھا کر خودکشی کرلی۔ (یاد رہے کہ خودکشی حرام ہے)

* چیف ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ، رکن مجلس المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

خطرناک وار

کچھ سوشل میڈیا ایکٹوسٹ کسی صحیحُ العقیدہ مذہبی شخصیت یا جماعت یا تنظیم کے پیچھے پڑے رہتے ہیں تاکہ لوگوں کے دلوں سے اس کی محبّت کم کرسکیں، مسلمانوں کو جو اس تحریک سے دینی نَفْع پہنچتا ہے وہ اس سے محروم ہوجائیں لیکن اَلْحَمْدُ لِلّٰہ خلوص کے ساتھ دینِ اسلام کی حقیقی خدمت کرنے والی تحریکوں کو ایسے شیطانی وار سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ان سوشل میڈیا ایکٹوسٹ کی ایک تعداد لوگوں کو اس دھوکے میں رکھتی ہے کہ ہم توفلاں کو سمجھا رہے ہیں حالانکہ وہ تہمتیں لگا کر، عیب اُچھال کر اور طرح طرح کے جھوٹے الزامات لگاکر کسی کو سوشل میڈیا پر ٹرولنگ کے ذریعے بدنام کررہے ہوتے ہیں۔ اگر یہ سمجھانے میں مخلص ہوتے تو وہ طریقہ استعمال کرتے جو اسلام نے سکھایا ہے نہ کہ مائیک اور کیمرہ لے کر سوشل میڈیا پر شروع ہوجاتے۔

سمجھانے کا قراٰنی و نبوی اُسلوب

قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ ترجمۂ کنزُ الایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکّی تدبیر اور اچّھی نصیحت سے۔[1]

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جب کسی کی بات پہنچتی جو ناگوار گزرتی تو اُس کا پردہ رکھتے ہوئے احسن انداز میں اصلاح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے: مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَقُوْلُوْنَ كَذَا وَكَذَا یعنی لوگوں کو کیا ہوگیا جو ایسی بات کہتے ہیں۔[2]

علّامہ عبدالرّءوف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں: یعنی نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم وہ کلام اشارۃً فرماتے جس میں تکلیف یا اِیذا رسانی ہو اور جس کو صراحت سے بیان کرنا پسند نہ کیا جاتا ہو۔[3]

براہِ راست سمجھانے کا فائدہ

حضرتِ بی بی اُمِّ دَرداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جس کسی نے اپنے بھائی کو چپکے سے نصیحت کی اُس نے اُسے زینت بخشی اور جس نے اِعلانیہ نصیحت کی تو اُسے عیب لگایا۔[4]

کسی کی پوشیدہ بُرائی دُوسروں کے سامنے بیان کرنے کی اجازت صِرف اسی صورت میں ہے کہ جب وہ بُرائی دُوسروں کے حق میں نُقصان دہ ہو اور اگر ایسا نہیں تو دُوسروں کو بتانے اور سب کی نظروں میں ایک مُسلمان کو ذلیل و رُسوا کرنے کے بجائے تنہائی میں نرمی کے ساتھ اُس کی اِصلاح کی کوشش کی جائے کیونکہ اگر سب کے سامنے یا سوشل میڈیا پر جارحانہ لہجے میں آپ کسی کی اِصلاح کی کوشش کریں گے تو عین ممکن ہے کہ وہ ضِدّی بن جائے اور اپنی غَلَطی تسلیم کرنے کے بجائے اُلٹا آپ کو رُسوا کردے لہٰذا حتَّی الْاِمکان تنہائی میں نصیحت کی جائے کہ یہ نہایت مؤثّر ثابت ہوتی ہے۔

تنہائی میں نصیحت زینت ہے

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس نے اپنے مُسلمان بھائی کو تنہائی میں سمجھایا اُس نے اُسے نصیحت کی اور زینت بخشی اور جس نے سب کے سامنے سمجھایا اُس نے اُسے رُسوا اور بدنام کیا۔ حضرت مِسْعَر بن کِدام رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: کیا آپ اُس شخص کو پسند کرتے ہیں جو آپ کو آپ کے عیبوں پر خبردار کرے؟ فرمایا: اگر تنہائی میں نصیحت کرے تو پسند ہے اور اگر سرِعام سمجھائے تو نہیں۔[5]

سوشل میڈیا پر بدنام و رُسوا کرنے کے سنگین معاملے میں ہماری بھی ذمّہ داری بنتی ہے کہ سوشل میڈیا کو مثبت اور تعمیری مقاصد کے لئے استعمال کریں۔ اگر ہم اس شخص کو جانتے ہیں جو کسی کو سوشل میڈیا پر بدنام کررہا ہے تو اسے سمجھائیں کہ اس کی دنیا و آخرت دونوں میں گرفت ہوسکتی ہے اور اگر ہمارے جاننے والوں میں کوئی شخص آن لائن بدنامی کا شکار ہو تو اسے حوصلہ دیں اور اس کی مدد کریں تاکہ وہ اس صدمے سے نکل سکے۔

کر بھلا ہو بھلا!!!

(1) پ14، النحل:125 (2) ابوداؤد، 4/328، حدیث:4788 (3) فیض القدیر، 5/143، تحت الحدیث:6614 (4) شعب الایمان، 6/112، رقم:7641 (5) دیکھئے: احیاء العلوم، 2/227۔

(تیسری اور آخری قسط)

اِسلام کا معاشی نِظام

مولانا فرمان علی عطاری مدنی*

گذشتہ سے پیوستہ

معاشی نظام کے استحکام کے لئے اسلامی قوانین

1 حقوقُ اللہ کی ادائیگی معاشی استحکام کی ایک وجہ حقوق اللہ کی پاسداری بھی ہے، یاد رہے اہل وعیال کی کفالت کے لئے رزقِ حلال کمانا عبادت ہے مگر ان کے حُقوق کی ادائیگی کرنے یا زیادہ مال کمانے کی لالچ میں ایسا بھی مگن نہیں ہونا چاہئے کہ بندہ حقوقُ اللہ سے بھی غافل ہوجائے۔ اگر ہم اسلاف کے طرزِ زندگی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ یہ نفوسِ قدسیہ تجارت کے ساتھ نہ صرف فرض عبادات بلکہ نفل عبادات کا بھی معمول بنایا کرتے تھے، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان تجارت تو کرتے تھے، مگر جب انہیں حقوقُ اللہ میں سے کوئی حق پیش آجاتا تو تجارت اور خرید و فروخت انہیں ذِکرُ اللہ سے نہ روکتی، یہاں تک کہ وہ اُسے ادا کرلیتے۔[1] صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے اسی طرزِ عمل کو بیان کرتے ہوئے، اللہ پاک قرآنِ کریم میں اِرشاد فرماتا ہے:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ﴾

ترجَمۂ کنز الایمان: وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے۔[2]

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ بازار والوں نے اَذان سنتے ہی اپنا (تجارتی) سامان چھوڑا اور نماز کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اِنہی لوگوں کے حق میں اللہ نے آیت "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ" نازِل فرمائی ہے۔[3]

جس شخص کو اُس کے مال نے نماز سے غافل رکھا تو وہ قارون کے مشابہ ہے اور وہ بروزِ قیامت قارون کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔[4]

لہٰذا اگر ہم کسبِ حلال کے وقت فرائض کی پابندی کے ساتھ ساتھ ذِکر و دُرود کی عادت بھی بنائیں گے تو اس سے ہمارا کاروبار مستحکم ہو گا۔

2 سچ بولنا معاشی استحکام کی ایک وجہ سچ بولنا بھی ہے جو ایک اچھی صفت ہے جس کے بڑے فوائد ہیں، عام معاملات ہوں یا کسب و تجارت ہر معاملے میں ہمیشہ سچّی بات ہی کرنی چاہئے اور جھوٹ سے بچنا چاہئے، عموماً تاجروں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنی چیز جلدی فروخت کرنے کے لئے گاہک کو جھوٹ بول کر راغب کرتے ہیں اور بعض تو جھوٹی قسمیں کھانے سے بھی گریز نہیں کرتے، ایسے لوگ سچ کو اپنی کاروباری ترقّی کے لئے رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ یاد رکھئے! جو رِزْق ہمارے نصیب میں لکھ دیا گیا ہمیں وہی ملے گا، سچ بولنے سے نہ تو ہمارے رزق میں کمی آئے گی اور نہ ہی جھوٹ بول کر نصیب سے زیادہ حاصل کر سکتے ہیں، البتہ جھوٹ بولنا بے بَرَکتی اور معاشی تباہی کا سبب بن سکتا ہے۔ لہٰذا تجارت میں سچ کی عادت اپنائیے کہ نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: خرید و فروخت کرنے والے جب تک سودا مکمل نہ کرلیں، انہیں اختیار حاصل ہے، اگر وہ سودا کرتے ہوئے سچ بولیں اور سچ بیان کریں تو ان کے سودے میں بَرَکت ڈال دی جاتی ہے۔[5]

3 محنت معاشی استحکام کی ایک وجہ کاروبار کو محنت اور لگن کے ساتھ وقت دینا بھی ہے، کوئی بھی کام بے دلی سے یا رغبت کے بغیر کیا جائے تو اس میں نقصان اور کمی کا اندیشہ رہتا ہے، تجارت کے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

استحکام کے لئے سخت محنت، لگن اور ہوشیاری کی ضَرورت ہوتی ہے کیونکہ بغیر محنت کے تولقمہ بھی منہ میں نہیں جاتا، تاجر خواہ کتنا ہی بڑا آدمی بن جائے، مگر سارے کام نوکروں پر ہی چھوڑنے کے بجائے خود بھی کچھ کام اپنے ذمہ رکھے اس طرح بھی کاروبار مستحکم اور مضبوط ہوگا۔ اللہ کے آخری نبی، محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بے شک اللہ پاک طلبِ معاش میں تکلیف اُٹھانے والے مومن کو پسند فرماتا ہے۔[6] نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں سُوال ہوا: سب سے پاکیزہ عمل کون سا ہے؟ فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ کی کمائی کھانا۔[7]

4 معیاری چیز معاشی استحکام کے لئے ضَروری ہے کہ فروخت کردہ چیز معیاری اور اعلیٰ کوالٹی کی ہو۔ اگر آپ کی پراڈکس گھٹیا معیار کی ہوگی تو خریدار صرف ایک ہی بار دھوکا کھائے گا دوبارہ آپ سے خریداری نہیں کرے گا جبکہ اگر آپ معیار کو ترجیح دیں گے اور عمدہ کوالٹی کی چیزیں رکھیں گے تو آپ کے خریدار بڑھیں گے اور خریدار خود ہی آپ کی تشہیر کریں گے آپ کو تشہیر کے لئے کوئی بورڈ یا پوسٹ وغیرہ نہیں لگانا پڑے گی۔ اس طرح آپ کا کاروبار ترقّی کرے گا۔

5 خوش اخلاقی تجارت اور کاروبار کو مستحکم کرنے کے لئے تاجر کو اپنا اخلاق بھی اچّھا رکھنا چاہئے۔ بعض دکانوں پر خریداروں کا کافی رش ہوتا ہے، ان تاجروں کی کامیابی کا ایک راز یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے گاہک سے اچّھے اخلاق سے پیش آتے ہیں، انہیں چائے، بسکٹ اور ٹھنڈے مشروبات وغیرہ پیش کرتے ہیں، گاہک اگر ایک چیز دکھانے کا مطالبہ کرے تو وہ 10 چیزیں اُس کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ گاہک کے ساتھ ان کا اخلاق اتنا اچّھا ہوتا ہے کہ وہ خریداری کئے بغیر نہیں جاتا، حتّٰی کہ اگر کوئی گاہک بدسُلوکی سے پیش آئے تو وہ اسے بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں اور اپنا گاہک نہیں ٹُوٹنے دیتے۔ لہٰذا کاروبار کو مستحکم کرنے کے لئے تاجر اور دکاندار کو خوش اخلاق، ملنسار اور خیر خواہی کرنے والا ہونا چاہئے۔

جدید معاشی ذرائع اور اسلام کی تعلیمات

آج کے اس ترقّی یافتہ دور میں نئی سے نئی ایجادات ظاہر ہو رہی ہیں، نت نئے منصوبے اور تجربات کا ظہور ہو رہا ہے، ٹیکنالوجی کے اس جدید دور میں کاروبار اور تجارت کی بھی متنوع صورتیں اور طریقے رائج ہو چکے ہیں جن کی مثال ماضی میں دیکھنے کو نہیں ملتی، مثلاً بینکوں کا نظام، ڈیبٹ کارڈ سے خریداری، اِنشورنس کا نظام، تکافل کا نظام، شیئرز کی خریداری کا نظام، آن لائن خرید و فروخت، قسطوں پر اشیاء کی خریداری، زمینوں کی خرید و فروخت وغیرہ وغیرہ۔ خرید و فروخت کی ان صورتوں میں کمپنیز اور بزنس مین افراد صرف اپنے نَفْع کو ہی ملحوظ رکھتے ہیں، حالانکہ ایک مسلمان کا یہ ذِہن ہونا چاہئے کہ اس بارے میں شریعت اور اسلامی تعلیمات ہماری کیا راہنمائی کرتی ہے جبکہ ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا، بعض صورتوں میں سود بن رہا ہوتا ہے، بعض میں گاہک یا خریدار میں سے کسی ایک کو نقصان ہو رہا ہوتا ہے، بعض اوقات رشوت کی صورت بنتی ہوگی۔ لہٰذا مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں کوئی بھی کام کرنے بالخصوص تجارت و کاروبار کرنے سے پہلے اس بارے میں شرْعی راہنمائی لینی چاہئے تاکہ اس سے حاصل ہونے والے نَفْع کو حلال رِزْق کی صورت میں اپنے اہل و عیال پر خرچ کریں۔

تجارت و لین دین سے متعلق مسائل کا حل معلوم کرنے کے لئے دعوتِ اسلامی کے دارالافتاء کے تحت قائم "مرکز الاقتصاد الاسلامی" (Islamic Economics Centre) کے ذریعے آپ پہلے سے وقت (Appointment) لے کر اپنے مسائل کے لئے میٹنگ طے کر سکتے ہیں۔ کراچی سے تعلّق رکھنے والے افراد بِالمشافہ ملاقات کر سکتے ہیں جبکہ بیرونِ ملک اور کراچی سے باہر والے افراد آن لائن میٹنگ کی سہولت لے سکتے ہیں۔

Appointment لینے کے لئے درج ذیل ای میل / فون نمبر پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

appointment@iecdawateislami.com

0303-7862512(11 AM to 4 PM)

---

(1) بخاری، 2/8، تحت الباب: 8 (2) پ18، النور: 37 (3) معجم کبیر، 9/222، حدیث: 9079 (4) کتاب الکبائر، ص21 (5) الترغیب والترہیب، 2/366، رقم 4 (6) جامع صغیر، ص116، حدیث: 1873 (7) شعب الایمان، 2/88، حدیث: 1238۔

عبادت کی حکمتیں

مولانا ابرار اختر القادری*

اللہ کریم نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور انسان کو زمین میں اپنا خلیفہ ارشاد فرمایا لیکن اللہ کریم کا نائب و خلیفہ ہونے کا یہ مقام و شرف صرف اُسی انسان کا حق ہے جو عبد یعنی اللہ کا بندہ بن کر رہے اور کبھی اپنی حُدود سے تجاوز نہ کرے۔ بند گی ہی وہ واحد شے ہے جو بندے کو اس کے مالکِ حقیقی کے ساتھ مَربوط رکھتی ہے اور اسے اپنے خالق کا تابع فرمان بنائے رکھتی ہے۔ تخلیقِ انسانی کا مقصد اللہ کی عبادت ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ(۵۶)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور میں نے جِنّ اور آدمی اتنے ہی (اسی لئے) بنائے کہ میری بند گی کریں۔ [1] معلوم ہوا کہ عبد یعنی بندہ بند گی و عبادت کے ذریعے ہی اپنے معبود سے مربوط رہ سکتا ہے، لہٰذا اسے چاہئے کہ اپنے رب کی عبادت بجا لائے کہ اسے یہی حکم دیا گیا ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

زندگی آمد برائے بندگی　　　زندگی بے بندگی شرمندگی

یعنی زندگی ملی ہی بندگی کے لئے ہے کہ بغیر بندگی والی زندگی شرمندگی کے سوا کچھ نہیں۔

عبادت کی حکمتیں

یہاں سُوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں اپنی عبادت بجا لانے کا حکم کیوں دیا؟ کیا وہ ہماری عبادت کا محتاج ہے؟ تو اس حوالے سے یاد رکھئے کہ بندوں کو عبادت کا جو پابند بنایا گیا ہے اس میں اللہ پاک کی کئی حکمتیں کارفرما ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

عبادت کا فائدہ بندے کو ہے اللہ پاک بے نیاز ہے اور اس کو ہماری عبادت کی قطعاً کوئی ضَرورت نہیں، بلکہ عبادت کا حقیقی فائدہ بندے کو ہی ہوتا ہے، جیسا کہ فرمانِ باری ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ(۲۱)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اے لوگو اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اَگلوں کو پیدا کیا یہ اُمید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔ [2] تفسیر خزائن العرفان میں ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ کی تفسیر یہ بیان کی گئی ہے: اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کا فائدہ عابد ہی کو ملتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو عبادت یا اور کسی چیز سے نفع حاصل ہو۔ [3]

اللہ پاک کے حق کی اَدائیگی بندوں پر اللہ پاک کا یہ حق ضَرور ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدِّث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ حجۃُ اللہِ البالغہ میں فرماتے ہیں: آدمی پورے یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتا ہو کہ بندوں پر اللہ پاک کا یہ حق ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اللہ پاک کا یہ بھی حق ہے کہ وہ اپنے بندوں سے عبادت بجالانے کا اس طرح مطالبہ فرمائے جس طرح دوسرے اہلِ حُقوق اپنے حق کا تقاضا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ایک دن حُضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہُ عنہ سے دریافت فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ پاک کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اس کے ذمّہ کون سا حق ہے؟ عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو ارشاد فرمایا: اللہ پاک کا اپنے بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں، جبکہ اللہ پاک پر بندوں کا حق یہ ہے کہ جس نے شرک نہیں کیا وہ اس کو عذاب سے محفوظ رکھے۔ [4]

شکر اَدا کرنے کے لئے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی گئی

* چیف ایڈیٹر ماہنامہ خواتین دعوتِ اسلامی (ویب ایڈیشن)

ہے کہ وہ احسان شناس ہے اور جب اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کا منعمِ حقیقی اللہ پاک ہے تو اب اس پر لازم ہے کہ وہ اللہ پاک کی بے شُمار نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے اس کی عبادت بجالائے کہ اس کی عبادت کرنا بھی گویا کہ اس کے انعامات کا شکر ہی ہے۔ جیسا کہ قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًاؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اے داود والو شکر کرو۔[5] اس آیت کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے: شکر کی حقیقت یہ ہے کہ مُنعِم یعنی اللہ کریم کی نعمت کا اعتراف کیا جائے اور اس نعمت کو اللہ کریم کی اِطاعت میں استعمال کیا جائے۔ یعنی ایسا عمل کیا جائے جو شکر ہو گویا نَماز، روزے اور تمام عبادات فی نفسہا شکر ہیں کیونکہ یہ شکر کے قائم مقام ہیں۔[6] اور عبادت کے شکر کا بہترین طریقہ ہونے کے متعلّق یہی بات کافی ہے کہ حُضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نَماز کی کثرت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک سُوج جاتے، صحابۂ کرام عرض کرتے: حُضور اس قَدر کیوں تکلیف گوارا فرماتے ہیں؟ اللہ پاک نے حُضور کو ہر طرح کی مُعافی عطا فرمائی ہے۔ تو ارشاد فرماتے: اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا تو کیا میں کامل شکر گزار بندہ نہ ہُوں![7]

اللہ کا قُرب پانے کے لئے عبادت کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ بندہ عبادت سے اللہ پاک کا قرب پا کر اس کے قریب ہو جاتا ہے، جیسا کہ ایک حدیثِ قدسی میں ہے: میرے کسی بندے نے میرے فرض کردہ اَحکام کی بجاآوری سے زیادہ محبوب شے سے میرا قُرب حاصل نہیں کیا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قُرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبّت کرنے لگتا ہوں۔[8] قراٰنِ کریم میں بھی عبادت کے بدلے اللہ پاک کی رضا پانے کا مُژدہ مذکور ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْؕ-اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ۠(۶۰)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں عنقریب جہنّم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔[9] اس آیت کے تحت تفسیر خزائنُ العرفان میں ہے: آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دُعا سے مُراد عبادت ہے اور قرآنِ کریم میں دُعا بمعنٰی عبادت بہت جگہ وارِد ہے۔ حدیث شریف میں ہے: اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ۔[10] اس تقدیر پر آیت کے معنٰی یہ ہوں گے کہ تم میری عبادت کرو میں تمہیں ثواب دوں گا۔[11]

امتحان اور بندگی کے ثبوت کے لئے عبادت میں اللہ کے حکم کی تعمیل اور بندگی کا عملی اِظہار ہی نہیں، بلکہ ایمان کا امتحان بھی ہے کہ کیا بندہ سستی، کاہلی یا دنیاوی مصروفیات کے مقابلے میں اللہ کی رضا کو ترجیح دیتے ہوئے عبادت کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمانِ باری ہے: ﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًاؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھّا ہے۔[12] یعنی کون زیادہ مُطیع و مُخلص ہے۔

روحانی سُکون اور قلبی اطمینان پانے کے لئے عبادت دل کو سُکون اور روح کو اطمینان بخشتی ہے۔ جیسا کہ قراٰن میں فرمایا گیا: ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُؕ(۲۸)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔[13]

نیز ایک مقام پر حُضور کو کفّار کی ایذا رسانیوں پر ملال سے چھٹکارے کا یہ طریقہ بتایا گیا: ﴿وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا یَقُوْلُوْنَۙ(۹۷) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَۙ(۹۸)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہمیں معلوم ہے کہ ان کی باتوں سے تم دل تنگ ہوتے ہو تو اپنے رب کو سراہتے ہوئے اس کی پاکی بولو اور سجدہ والوں میں ہو۔[14] اس آیت کے تحت تفسیر خزائنُ العرفان میں ہے: خُدا پرستوں کے لئے تسبیح و عبادت میں مشغول ہونا غم کا بہترین عِلاج ہے۔[15]

الغرض عبادت روحانی و جسمانی اور اخلاقی فوائد کا ایک ایسا مکمّل نظام ہے جو بندے اور اس کے معبود کے درمیان گہرا تعلّق پیدا کرتا اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔

---

(1) پ27، الذّٰریٰت: 56 (2) پ1، البقرہ: 21 (3) تفسیر خزائن العرفان، ص10 (4) بخاری، 2/269، حدیث: 2856 – حجۃ اللہ البالغہ، ص67 (5) پ22، سبا: 13 (6) تفسیر قرطبی، 7/204 (7) بخاری، 1/384، حدیث: 1130 (8) بخاری، 4/248، حدیث: 6502 (9) پ24، المؤمن: 60 (10) دُعا عبادت ہے۔ (ترمذی، 4/452، حدیث: 2980) (11) تفسیر خزائن العرفان، ص874 (12) پ29، الملک: 2 (13) پ13، الرعد: 28 (14) پ14، الحجر: 97، 98 (15) تفسیر خزائن العرفان، ص480۔

(قسط:01)

رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب دلانے والی نیکیاں

مولانا شہزاد یونس عطّاری مَدَنی*

ہمارے پیارے اللہ کریم نے ہمیں بہت سے ایسے اعمال عطا فرمائے ہیں جن کے ذریعے ہم اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا قُرْب (یعنی نزدیکی) حاصل کرسکتے ہیں۔ حدیث شریف کے مطابق درود شریف پڑھنے کی برکت سے ہمیں دنیا اور آخرت میں قُربِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نصیب ہو گا، ان شآءَ اللہُ الکریم۔ اللہ پاک اور اس کے فرشتے بھی حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر درود بھیجتے ہیں، جیسا کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا(۵۶)﴾ ترجمۂ کنزُالعرفان: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔[1]

بروزِ قیامت قربِ مصطفےٰ حضرت عبدُ اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: قِیامت کے دن لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب وہ شخص ہو گا جس نے دنیا میں مجھ پر زیادہ دُرُود شریف پڑھے ہوں گے۔[2]

علّامہ عبدُ الرّءُوف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: قیامت میں میرے سب سے زیادہ قریب اور میری شفاعت کا حق دار وہ ہو گا جس نے دنیا میں مجھ پر سب سے زیادہ دُرُود پڑھا ہو گا، اس لئے کہ اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرُود شریف کی کثرت آپ سے سچّی محبّت اور مضبوط تعلق پر دلالت کرتی ہے، لہٰذا روزِ قیامت لوگوں کا حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قریب یا دُور ہونا درود شریف کی مقدار میں کمی یا زیادتی کے اعتبار سے ہو گا۔[3]

محدثین علما قربِ مصطفےٰ میں: امام ابنِ حبّان رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: یہ حدیث شریف دلالت کر رہی ہے کہ محدّثین عُلَما قیامت کے دن رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سب سے زیادہ قریب ہوں گے کیونکہ اس اُمّت میں ان سے بڑھ کر حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر دُرُود شریف پڑھنے والا کوئی نہیں۔[4]

50 بار درود شریف پڑھنے کی برکت اللہ پاک کے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو مجھ پر ایک دن میں 50 مرتبہ دُرُود شریف پڑھے گا قیامت کے دن میں اس سے ہاتھ ملاؤں گا۔[5]

پیارے اسلامی بھائیو! اس حدیث شریف میں زیادہ دُرُود

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ اصلاحی کتب، المدینۃ العلمیہ، کراچی

سلام پڑھنے والوں کے لئے عظیم بِشارت ہے کہ انہیں قیامت کے دن جنابِ خاتم النبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا قُرب نصیب ہوگا اور یقیناً قربِ مصطفےٰ بہت بڑی نعمت ہے، ہم دنیاوی مرتبے والے لوگوں سے ہاتھ ملانے اور ان کے قریب ہونے کو فخر سمجھتے ہیں، ان کے ناز اُٹھاتے نہیں تھکتے۔ لیکن آج اگر ہم درود و سلام کی کثرت کریں گے تو کل قیامت کے دن زیادہ سے زیادہ قربِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پاسکیں گے۔

قربِ مصطفےٰ کے لئے محبتِ مصطفےٰ: رسولِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: آدمی جس سے محبت کرتا ہے (قیامت کے دن) اسی کے ساتھ ہوگا۔ (6)

اگر کوئی شخص حُضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سچی محبت اپنے دل میں رکھے اور اس محبت کا عملی ثبوت دے، تو قیامت کے دن وہ قربِ مصطفےٰ میں ہوگا۔

اچھے اخلاق والا ہونا قربِ مصطفےٰ دلانے والی نیکیوں میں سے ایک نیکی اچھے اخلاق والا ہونا بھی ہے کہ ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا یہ نبیوں کی خصلت ہے، اس بارے میں حدیث شریف پڑھئے اور عمل کی کوشش کیجئے، چنانچہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک تم میں سے مجھے سب سے پیارا اور قیامت کے دن مجھ سے بہت قریب اچھے اخلاق والا ہے اور تم میں سے مجھ کو بہت ناپسند اور مجھ سے بہت دُور بُرے اخلاق والے ہیں۔ (7)

شرح: کیونکہ خوش خُلق آدمی اکثر نیک اعمال زیادہ کرتا ہے گناہ اس سے کم سرزد ہوتے ہیں۔ اخلاق سے مراد اخلاقِ محمدی ہیں کفّار پر سخت، مومنوں پر بہت ہی نرم، دیانت داری، وعدہ پورا کرنا، معاملات کا درست ہونا سب ہی خوش خلقی میں داخل ہیں۔ (8)

پیارے اسلامی بھائیو! اچھے اخلاق والا ہونے اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنے کے فضائل پر مشتمل مزید 2 احادیثِ مبارکہ پڑھئے:

(1) مومن کی شرافت حسنِ اخلاق ہے: فرمانِ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: مومن کی عزت اس کا دین ہے، اس کی شرافت اس کا حُسنِ اَخلاق ہے اور اس کی مُرُوَّت اس کی عقل ہے۔ (9)

(2) حسنِ اخلاق سب سے بہتر ہے: حضرت سیّدُنا اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعض دیہاتی لوگوں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کی: بندے کو جو کچھ عطا کیا گیا ہے اس میں سب سے بہتر کیا چیز ہے؟ تو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: ”حُسنِ اَخلاق۔“ (10)

یااللہ پاک! ہمیں قربِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دلانے والی نیکیوں کی توفیق مرحمت فرما اور کثرت سے دُرُود شریف پڑھنے اور لوگوں سے اچھے اخلاق سے پیش آنے کی توفیق نصیب فرما۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ22، الاحزاب:56 (2) ترمذی، 2/ 27، حدیث:484 (3) تیسیر 1/ 316 (4) الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، 2/ 133، تحت الحدیث 908 (5) القربۃ لابن بشکوال، ص91، حدیث:90 (6) بخاری، 4/ 147، حدیث:6168 (7) مصنف ابن ابی شیبۃ 6/ 88، حدیث:7 (8) مراٰۃ المناجیح 6/ 436 (9) الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، 1/ 351، حدیث:483 (10) ابن ماجہ، 4/ 88، حدیث:3436۔

بُزُرگانِ دین کے مبارک فرامین

The Blessed quotes of the pious predecessors

مولانا ابو شیبان عطّاری مَدَنی*

باتوں سے خوشبو آئے

وقت کی پابندی کیجئے

اوقات کی رعایت کرنا بیداری کی عَلامت ہے۔ (ارشادِ حضرت ابراہیم بن محمد النصر اباذی رحمۃ اللہ علیہ) (طبقات الاولیاء، ص27)

ہم نشین کی عزّت کیجئے

ہم نشین کی عزّت کرنا بہترین بھلائیوں میں سے ہے۔ (ارشادِ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) (مواعظ الصحابۃ، ص367)

نفس کی بھلائی اس کی مخالفت میں ہے

نفس کی سلامتی اس کی بات نہ ماننے میں جبکہ اس کا وبال اس کی ماننے میں ہے۔ (ارشادِ منصور بن عمار مَروزی رحمۃ اللہ علیہ) (الکواکب الدُّرِّیہ، 1/721)

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی

شریعت منبع ہے

شریعت مَنبع ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا، بلکہ شریعت اس مِثال سے بھی مُتعالی (یعنی بُلند) ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 21/525)

نماز سے اللہ کا ذِکر ہی مقصود ہے

ذکرِ الٰہی افضل الاعمال بلکہ اصل جملہ اعمالِ حسنہ صالحہ ہے یہاں تک کہ بعد ایمان اعظم ارکانِ اسلام نماز سے بھی وہی مقصود ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 23/178)

اولاد والدین کی جائز اِطاعت کی پابند ہے

اِطاعتِ والدین جائز باتوں میں فرض ہے اگرچہ وہ خود (یعنی والدین) مرتکبِ کبیرہ ہوں اُن کے کبیرہ کا وبال ان پر ہے مگر اُس کے سبب یہ اُمورِ جائزہ میں ان کی اِطاعت سے باہر نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ رضویہ، 25/204)

عطّار کا چمن کتنا پیارا چمن

سب سے بڑی آفت

موت تو سبھی کو آنی ہے لہٰذا موت آنا کوئی آفت نہیں، آفت تو یہ ہے کہ انسان گُناہوں بھری زندگی بسر کرتے کرتے توبہ کئے بغیر مر جائے اور سب سے بڑی آفت خاتمہ ایمان پر نہ ہونا ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 10 ذوالقعدہ 1445ھ)

اپنے عیب ٹٹولئے

ہر کسی کو چاہئے کہ اپنے عیبوں کو ٹٹولے، اپنے عیب تلاش کرے، دوسروں کے عیبوں کی ٹٹول میں نہ پڑے۔

(مدنی مذاکرہ، 17 ذوالقعدہ 1445ھ)

اخلاص کو بھی اخلاص کی ضرورت ہے

جو اپنے آپ کو مخلص سمجھے اس کے اخلاص کو بھی اخلاص کی ضَرورت ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 10 ذوالقعدہ 1445ھ)

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

احکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مَدَنی*

1 بیٹے کا اپنے والد سے دکان پر کام کرنے کی سیلری لینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ میں اپنے والدین کی خدمت کرتا ہوں اور والد صاحب کی ہی دکان پر کام کرتا ہوں اور اس پر سیلری نہیں لیتا جو وہ خرچی دیتے ہیں وہ میں لے لیتا ہوں لیکن اس سے میرے اپنے اخراجات پورے نہیں ہو رہے جس کی وجہ سے مجھے پریشانی کا سامنا ہے میرا سوال یہ ہے کہ والد صاحب سے دکان پر کام کرنے کی سیلری لے سکتا ہوں یا نہیں؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

جواب: اجارے کی شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ اپنے والد سے دکان پر کام کرنے کی سیلری لے سکتے ہیں۔

تفصیل اس مسئلے کی یہ ہے کہ والدین کے کاموں میں بعض کام وہ ہیں جن کا تعلق والدین کی خدمت سے ہے اور بعض وہ کام ہیں جن کا تعلق والدین کی خدمت سے نہیں بلکہ دیگر امور سے ہے۔ والدین کی خدمت سے تعلق رکھنے والے کام کرنے پر اولاد کے لئے والدین سے اجرت لینا جائز نہیں ہے اور نہ ہی ان خدمات کے سر انجام دینے سے اولاد اُجرت کی مستحق ہوگی کیونکہ یہ کام بغیر اجرت کرنا ہی اولاد پر واجب ہے۔ البتہ وہ کام جن کا تعلق والدین کی خدمت سے نہیں بلکہ دیگر امور سے ہے ان کے کرنے پر اولاد والدین سے اجرت لے سکتی ہے اور دکان پر کام کرنا بھی ان ہی امور میں سے ہے جن کا تعلق خدمت سے نہیں لہٰذا بیٹا اپنے والد سے ان کی دکان پر کام کرنے کی سیلری لے سکتا ہے۔

محیط برہانی میں ہے: ”ولو استأجر الرجل ابنه للخدمة أو استأجرت المرأة ابنها للخدمة لم يجز، و إذا خدم فلا أجر له؛ لأن خدمة الأب واجبة على الابن فالإجارة وردت على ما هو المستحق فلا تعمل۔۔۔ و إن كان الابن حراً فاستأجره أحدهما ليرعى غنماً له أو استأجره لعمل آخر وراء الخدمة، فإنه يجوز“

یعنی: والد یا والدہ نے اپنے بیٹے کو خدمت کے لیے اجارہ پر رکھا تو یہ جائز نہیں ہے اور اگر بیٹے نے خدمت کی تو یہ اجرت کا مستحق نہیں ہوگا کیونکہ والد کی خدمت بیٹے پر واجب ہے تو اجارہ اس کام پر واقع ہوا جو اس پر پہلے ہی لازم ہے لہٰذا یہاں اجارہ کرنا کارآمد نہیں۔۔۔ اگر بیٹا آزاد ہو اور والدین میں سے کسی نے اس لیے اجارہ پر رکھا کہ وہ ان کی بکریاں چرائے یا خدمت کے علاوہ کسی اور کام کے لیے اجارہ پر رکھا تو یہ جائز ہے۔ (محیط برہانی، جلد 7، صفحہ 453، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

2 مقدس مقام کی مٹی فروخت کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید ایک مقدس مقام سے مٹی لایا ہے اور تین تین مٹھی مٹی پانچ پانچ ہزار کی فروخت کر رہا ہے، اس بیع کا کیا حکم ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

جواب: پوچھی گئی صورت میں اس شخص کا مقدس مقام سے لائی ہوئی مٹی کو اپنے قبضے میں لے کر اس کی بیع کرنا شرعاً جائز ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ وہ قلیل مباح مٹی جو اپنی جگہ

* محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاء اہلِ سنّت نورالعرفان، کھارادر کراچی

پڑی ہوئی ہو وہ شرعاً مال نہیں لہٰذا اس کی بیع جائز نہیں، البتہ اگر کوئی شخص اس قلیل مٹی کو اس کی جگہ سے منتقل کر کے اپنے قبضے میں لے لے اور عرفاً اس مٹی کی طرف لوگوں کی رغبتیں مائل ہوں، اس کا لین دین کرتے ہوں، اس کو سنبھال کر رکھتے ہوں تو ایسی مٹی شرعاً مال ہے اور اس کی بیع بھی جائز ہے۔ مقدس مقام سے لائی ہوئی مٹی کو اپنے قبضے میں لے کر اس کی بیع کرنا شرعاً جائز ہے۔ جیسا کہ مباح پانی جو اپنی جگہ پر ہو اس کی بیع جائز نہیں لیکن جب اسے برتن وغیرہ میں بھر کر اپنے قبضے میں لے لیا جائے تو اس کی بیع جائز ہے۔

حدیث پاک میں ہے: "فدعا صلی اللہ علیہ وسلم لہ بالبرکۃ فی بیعہ، وکان لو اشتری التراب لربح فیہ" رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کے لئے تجارت میں برکت کی دعا فرمائی پھر اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو اس میں بھی نفع کما لیتے تھے۔ (بخاری، ص592)

اس حدیثِ پاک کے تحت مراٰۃ المناجیح میں ہے: "یا مٹی ہی مراد ہے کہ مٹی کی تجارت جائز ہے۔ خصوصاً مدینہ پاک کی مٹی کی تجارت تو اب بھی بڑے زور سے ہوتی ہے، وہاں کی خاک شفاء حجاج تحفہ کے طور پر لاتے ہیں کمہار جنگلی مٹی مفت اٹھا لاتے ہیں اور شہر میں فروخت کرتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔" (مراٰۃ المناجیح،4/309)

بہارِ شریعت میں ہے: "مال وہ چیز ہے جس کی طرف طبیعت کا میلان ہو جس کو دیا لیا جاتا ہو جس سے دوسروں کو روکتے ہوں جسے وقت ضرورت کے لیے جمع رکھتے ہوں لہٰذا تھوڑی سی مٹی جب تک وہ اپنی جگہ پر ہے مال نہیں اور اس کی بیع باطل ہے البتہ اگر اُسے دوسری جگہ منتقل کر کے لے جائیں تو اب مال ہے۔" (بہار شریعت،2/696)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

3 قادیانی سے گھر کرایہ پر لینا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ قادیانی سے گھر کرائے پر لینا کیسا ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جواب: قادیانی مرزا غلام احمد کذاب کو نبی ماننے اور اس طرح کے کئی کفریہ عقائد کی وجہ سے کافر و مرتد ہیں اور مرتدین کے بارے میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ ان کے ساتھ میل جول رکھنا، اُٹھنا، بیٹھنا، کھانا، پینا، لین دین وغیرہ سب حرام اور سخت گناہ کے کام ہیں لہٰذا قادیانی سے گھر کرائے پر لینا، جائز نہیں۔

حدیثِ پاک میں ہے: "ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم" یعنی: ان سے بچو، انہیں دور رکھو کہ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔" (مسلم، ص23)

مرتد سے اجارہ کرنے کے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "نہ ان کی نوکری کرنے کی اجازت، نہ انہیں نوکر رکھنے کی اجازت کہ ان سے دور بھاگنے اور انہیں اپنے سے دور کرنے کا حکم ہے۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم فرماتے ہیں: "ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم" یعنی: ان سے بچو، انہیں دور رکھو کہ کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (فتاویٰ رضویہ،14/412)

ایک اور مقام پر قادیانی سے معاملات کرنے سے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: "قادیانی مرتد ہیں، اُن کے ہاتھ نہ کچھ بیچا جائے نہ اُن سے خریدا جائے، اُن سے بات ہی کرنے کی اجازت نہیں۔" (فتاویٰ رضویہ،23/598)

وقارُ الفتاویٰ میں ہے: "قادیانیوں کے دونوں گروپ (لاہوری اور احمدی) کافر و مرتد ہیں اور مرتد کے احکام اہلِ کتاب اور مشرکین سے جدا ہیں، شریعت کے مطابق مسلمان، مرتد سے معاملات بھی نہیں کر سکتا، اس سے ملنا جلنا کھانا پینا سب ناجائز ہے۔۔۔ لہٰذا ان سے تجارت رکھنا، اٹھنا، بیٹھنا کھانا پینا سب حرام ہے۔" (وقار الفتاویٰ،1/274)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

حضرت سیدنا اسحاق علیہ السّلام (قسط:01)

مولانا ابو عبید عطاری مدنی*

پیارے اسلامی بھائیو! نماز میں درودِ ابراہیمی پڑھا جاتا ہے اس درودِ پاک میں جہاں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور ان کی پاکیزہ آل پر درود و برکات بھیجنے کا ذکرِ خیر ہے وہیں اللہ کریم کی جانب سے حضرت سیدنا ابراہیم اور ان کی آل یعنی حضرت اسماعیل و حضرت اسحاق اور دیگر نفوسِ قدسیہ علیہمُ السّلام پر درود و برکات نازل کرنے کا ذکر بھی ہے اس درود شریف میں خاص حضرت ابراہیم اور ان کی آل کا ذکرِ خیر کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اس کی دو حکمتیں پیشِ خدمت ہیں:

1 رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے معراج کی رات تمام انبیاء و مرسلین علیہمُ السّلام کو دیکھا اور ان پر سلام بھیجا، لیکن حضرت ابراہیم کے علاوہ کسی بھی نبی علیہ السّلام نے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اُمّتِ محمدیہ تک اپنا سلام پہنچانے کا نہیں کہا اس لئے ہمیں بھی یہ حکم ملا کہ ہر نماز کے آخر میں حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر درود و برکات بھیجنے کا ذِکرِ خیر کرتے رہیں۔

2 حضرت ابراہیم علیہ السّلام خانۂ کعبہ کی تعمیر مکمل کر لینے کے بعد اپنے سب گھر والوں کے ساتھ خانۂ کعبہ کے پاس بیٹھ گئے اور روتے ہوئے یہ دعا کی: اے اللہ! امتِ محمدیہ کے بوڑھوں میں سے جو کوئی اس گھر کا حج کرے تو اسے میری طرف سے سلام پہنچا، وہاں موجود سب گھر والوں نے کہا: اٰمین، پھر حضرت اسحاق علیہ السّلام نے یوں دعا کی: یااللہ! امتِ محمدیہ کے ادھیڑ عمر لوگوں میں سے جو کوئی اس گھر کا حج کرے تو اسے میری طرف سے سلام پہنچا، سب نے اٰمین کہا، پھر حضرت اسماعیل علیہ السّلام نے یوں دعا کی: یارب کریم! امتِ محمدیہ کے جوانوں میں سے جو کوئی اس گھر کا حج کرے تو اسے میری طرف سے سلام پہنچا، سب نے کہا: اٰمین، پھر حضرت بی بی سارہ رضی اللہُ عنہا نے یوں دعا کی: اے مولیٰ کریم! امتِ محمدیہ کی عورتوں میں سے جو کوئی اس گھر کا حج کرے تو اسے میری طرف سے سلام پہنچا، سب نے اٰمین کہا، آخر میں حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہُ عنہا نے اللہ کریم سے یوں دعا کی: اے میرے مالک! امتِ محمدیہ کے غلام اور باندیوں میں سے جو کوئی اس گھر کا حج کرے تو اسے میری طرف سے سلام پہنچا، سب نے مل کر کہا: اٰمین۔ جب ان مقدس حضرات کی جانب سے ہم تک سلام پہنچا ہے تو ہمیں بھی حضرت ابراہیم اور آلِ ابراہیم (یعنی حضرت اسحاق حضرت اسماعیل، حضرت بی بی سارہ و ہاجرہ) علیہمُ السّلام پر درود اور برکات بھیجے جانے کا ذکر خیر کرتے رہنے کا حکم دیا گیا۔[1]

اس مضمون میں ہم اللہ کریم کے ایک بہت ہی معزز، معظم، محتشم اور محترم نبی حضرت سیدنا اسحاق علیہ الصّلوۃ والسّلام کے بارے میں پڑھیں گے۔

حضرت اسحاق علیہ السّلام جہاں خود ایک معزز اور عظیم نبی ہیں وہیں ان کے والد بھی ایک معزز اور عظیم نبی ہیں یعنی حضرت ابراہیم علیہ السّلام،

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کراچی

جہاں حضرت اسحاق علیہ السّلام خود ایک معظم اور علیم نبی ہیں وہیں آپ کے بھائی بھی معظم اور علیم نبی ہیں یعنی حضرت اسماعیل علیہ السّلام،

جہاں حضرت اسحاق علیہ السّلام خود ایک محتشم اور رحیم نبی ہیں وہیں آپ کے بیٹے بھی محتشم اور رحیم نبی ہیں یعنی حضرت یعقوب علیہ السّلام،

جہاں حضرت اسحاق علیہ السّلام خود ایک محترم اور کریم نبی ہیں وہیں آپ کے پوتے بھی محترم اور کریم نبی ہیں یعنی حضرت یوسف علیہ السّلام۔

کیا عجب شان ہے نبیوں کے اس عظیم گھرانے کی! پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اس معزز گھرانے کی کیا خوب شانِ کریمی بیان فرمائی ہے: اِنَّ الْكَرِيمَ ابْنَ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ۔

ترجمہ: بے شک! کریم کے کریم بیٹے، کریم بیٹے کے کریم فرزند، کریم فرزند کے کریم صاحب زادے یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم (علیہم السّلام) ہیں۔[2]

نام و معنی اسحاق سُریانی زبان کا لفظ ہے[3] یا پھر یہ عِبْرانی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہنس مکھ، خوش و خرم ہے۔[4]

حلیہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق علیہ السّلام کو روشن، منور اور اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنایا، آپ کا چہرہ بہت خوبصورت تھا رنگت سفید تھی جس میں سرخی جھلکتی تھی، ناک مبارک پتلی اور ستواں تھی، داڑھی گھنی نہ تھی۔ سر اور داڑھی مبارک کے بال سفید تھے، بہترین گفتگو کرنے والے تھے اور سیرت و صورت میں والد محترم حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی طرح معلوم ہوتے تھے۔[5]

فضائل 1، 2 آپ علیہ السّلام اللہ کریم کے نہایت برگزیدہ نبی اور رسول ہیں۔[6]

3 آپ کی اس دنیا میں تشریف آوری سے پہلے ہی حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت بی بی سارہ رضی اللہُ عنہا کو آپ علیہ السّلام کی آمد کی بشارت دے دی گئی تھی،

4 یہ بشارت اللہ کے معزز فرشتوں نے پہنچائی تھی،[7]

5 ان مقدس حضرات کو آپ علیہ السّلام کی نبوت کی خوشخبری بھی سنا دی گئی تھی۔

6 ان پاکیزہ نفوس کو آپ علیہ السّلام کے قربِ خاص کے لائق بندہ ہونے کی نوید بھی عطا کر دی گئی تھی۔

7، 8 اللہ کریم نے آپ کو رحمت اور سچی بلند شہرت عطا فرمائی۔

9 آپ پر اپنی نعمت کو مکمل فرمایا۔

10 آپ کو اپنا خاص قرب والا بنایا۔

11 آپ پر خصوصی برکتیں نازل فرمائیں۔[8]

12، 13 حضرت ابراہیم علیہ السّلام، ان کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السّلام، اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے علمی اور عملی قوتیں عطا فرمائیں جن کی بنا پر انہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور عبادات پر قوت حاصل ہوئی۔

14 بیشک اللہ نے انہیں ایک کھری بات سے چن لیا اور وہ بات آخرت کے گھر کی یاد ہے کہ وہ لوگوں کو آخرت کی یاد دلاتے، کثرت سے آخرت کا ذکر کرتے اور دنیا کی محبت نے اُن کے دلوں میں جگہ نہیں پائی اور بیشک یہ نفوسِ قدسیہ بارگاہِ الٰہی میں بہترین چُنے ہوئے بندوں میں سے ہیں۔[9]

15 بنی اسرائیل کی طرف مبعوث انبیائے کرام میں سے اکثر انبیاء علیہمُ السّلام حضرت اسحاق علیہ السّلام کی اولاد میں سے تھے۔[10]

---

(1) حاشیہ الشلبی علی تبیین الحقائق، 1/318 ملخصاً (2) ترمذی، 5/81، حدیث: 3127 (3) بصائر ذوی التمییز للفیروز آبادی، 6/42 (4) تفسیر روح البیان، 4/429، پ13، ابراہیم، تحت الآیۃ: 39 (5) مستدرک، 3/429- تفسیر ابن کثیر، 3/436، پ9، الاعراف، تحت الآیۃ: 157 (6) بستان العارفین للسمرقندی، ص: 109 (7) پ12، ھود: 71 (8) سیرت الانبیاء، ص369 تا 370 ملخصاً (9) صراط الجنان، 8/408 ملخصاً (10) جلالین، ص451، پ23، الصّٰفّٰت، تحت الآیۃ: 113۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ اور شوقِ قراٰن

پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی مَحبّت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قُراٰن کی مَحبّت ہے، وہ قراٰنِ عظیم جو پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم پر نازل ہوا (اور رہتی دنیا تک کے لئے) ہدایت ہے اخلاقیات کی اعلیٰ تعلیم ہے، اگر ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ہمارے دل میں اللہ کریم اور اس کے رسولِ رحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم سے کتنی مَحبّت ہے تو اپنے دل میں قراٰن کی رَغبت اور مَحبّت کو دیکھنا چاہئے اور اسے سننے کا لُطف و سُرور محسوس کرنا چاہئے کہ کتنا ہے؟ کیونکہ قراٰن کا لطف و سرور ان لوگوں کے (بظاہر) لطف و سرور سے بہت بڑھ کر ہے جو لغویات میں مست رہتے اور موسیقی بجانے (اور سننے) سے جھومتے اور لذّت پاتے ہیں۔[1] حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جہاں حَیاء، سخاوت اور جمعِ قراٰن کے اعتبار سے مشہور ہیں وہیں کثرتِ تلاوت اور شوقِ قراٰن سے بھی معروف ہیں، اس مضمون میں ہم ذوالنورین حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے شوقِ تلاوت کے اعلیٰ وَصف کے بارے میں پڑھیں گے: سب سے پہلے شخص جنہوں نے مقامِ ابراہیم کے پیچھے پورا قراٰن ختم کیا وہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ تھے،[2] حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے ایک مُصحف میں قراٰن جمع کیا اور اس کو لکھا پھر اسے مسجد میں رکھا اور ہر صبح اس کی تِلاوت کرنے کا حکم جاری فرمایا۔[3]

معمولات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کو بکثرت نماز اور تلاوت کیا کرتے تھے بعض اوقات ایک رَکعت میں پورا قراٰن پڑھ لیا کرتے تھے۔[4] ایک روایت میں ہے کہ آپ پوری رات شب بیداری فرماتے اور بہت مرتبہ ہر رَکعت کے اندر ختمِ قراٰن کیا کرتے تھے،[5] ایامِ حج میں آپ رضی اللہ عنہ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ حجرِ اسود کے پاس ایک رکعت میں پورا قراٰنِ عظیم ختم کیا کرتے۔[6] حضرت عبدُالرّحمٰن تیمی رحمۃُ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں ایک رات شب بیداری کے لئے مقامِ ابراہیم کے پاس کھڑا ہوا تو دل میں کہا: آج کی رات کوئی مجھ سے (عبادت میں) آگے نہیں بڑھ سکے گا، پھر میرے پیچھے کوئی آیا اور مجھے اشارہ کیا مگر میں نے اس کی طرف توجّہ نہ کی، اس نے پھر اشارہ کیا، میں نے توجّہ کی تو وہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ تھے میں ان کے ساتھ نماز میں شامل ہوگیا، انہوں نے ایک رَکعت میں پورا قراٰن پڑھ دیا۔[7]

ہر ہفتہ ختمِ قراٰن فرماتے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ جمعۃُ المبارک کی رات کو سورۂ بقرہ سے سورۂ مائدہ تک تلاوت کرتے (پھر ہفتہ کی رات کو) سورۂ انعام سے سورۂ ھود تک (پھر اتوار کی رات کو) سورۂ یوسف سے سورۂ مریم تک (پھر پیر کی رات کو) سورۂ طٰہٰ سے سورۂ طٰسم (قصص) تک (پھر منگل کی رات کو) سورۂ عنکبوت سے سورۂ ص تک (پھر بدھ کی رات کو) سورۂ زمر سے سورۂ رحمٰن تک قراٰن کی تلاوت کرتے پھر جمعرات کی رات کو ختم فرمالیتے یوں شبِ جُمعہ سے جُمعرات کی رات تک ہفتہ بھر میں ایک قراٰن پڑھ لیا کرتے تھے۔[8]

شبِ جمعہ (یعنی جمعرات کی مغرب کے بعد سے)	سورۂ بقرہ تا سورۂ مائدہ
ہفتہ کی رات	سورۂ انعام تا سورۂ ھود
اتوار کی رات	سورۂ یوسف تا سورۂ مریم
پیر کی رات	سورۂ طٰہٰ تا سورۂ قصص
منگل کی رات	سورۂ عنکبوت تا سورۂ ص
بدھ کی رات	سورۂ زمر تا سورۂ رحمٰن
جمعرات کی رات	سورۂ واقعہ تا سورۂ ناس

* سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

آپ جس مصحف میں دیکھ کر تلاوت کیا کرتے تھے وہ بار بار مَس ہونے کی وجہ سے شہید ہو چکا تھا[9] پیارے اسلامی بھائیو! ہمیں حضرت سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے ان مبارک افعال کو سامنے رکھ کر غور کرنا چاہئے کہ کیا ہم مہینے میں ایک مرتبہ ختمِ قراٰن کرلیتے ہیں یا سال میں صرف ایک بار یا ابھی تک پوری عمر میں ایک مرتبہ ختمِ قراٰن کیا ہے یا فقط رمضان میں ہی پڑھتے ہیں اور پورا سال قراٰنِ مقدّس کھول کر بھی نہیں دیکھتے۔

اقوالِ زرّیں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے فرامین بھی اس پر شاہد ہیں کہ آپ تلاوتِ قراٰن کا کس قدر ذوق رکھتے تھے، 1 اگر تمہارے دل پاکیزہ ہوتے تو اپنے رب کے کلام (قراٰن پڑھنے) سے کبھی نہ بھرتے۔[10] 2 کیسے ہو سکتا ہے کہ محبّت کرنے والے کا دل اپنے محبوب کے کلام سے بھر جائے کیونکہ محبّت کرنے والے کا بڑا مقصد تو یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کے کلام سے لطف اندوز ہوتا رہے،[11] 3 مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میرا کوئی دن ایسا گزرے اور کوئی رات ایسی بیت جائے کہ میں جس میں کلام پاک کو نہ دیکھوں۔[12]

شاگرد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے 146 احادیث مروی ہیں[13] ایک حدیثِ مبارکہ قراٰن سیکھنے سکھانے کی فضیلت پر روایت کرتے ہیں کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سب سے افضل وہ ہے جس نے قراٰن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔[14] جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قراٰنِ کریم پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے سیکھا اسی طرح تابعین حضرات نے بھی حضرت عثمان سے قراٰن کی تعلیم حاصل کی، آپ رضی اللہ عنہ کے کچھ تلامذہ کے نام بھی ملتے ہیں: ابوعبدُ الرّحمٰن سُلَمی، مُغیرہ بن ابو شہاب، ابوالاَسْوَد دُؤَلی، زِرّ بن حُبَیْش رحمۃ اللہ علیہم۔[15] حضرت ابو عبدُ الرّحمٰن سُلَمی رحمۃ اللہ علیہ نے قراٰنِ مجید کی قراءَت حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے سیکھی اور 32 ہجری سے 72 ہجری، 40 سال تک کوفہ کی سب سے بڑی مسجد میں قراٰن کی تعلیم دیتے رہے،[16] حضرت مغیرہ بن ابو شہاب مخزومی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پورا قراٰن پڑھا اور ان کے درمیان کوئی بھی نہ تھا،[17] حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں بکثرت سورۂ یوسف کی تلاوت کیا کرتے تھے حضرت فُرافِصہ بن عُمیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سُن سُن کر اس سورت کو یاد کرلیا۔[18]

عطا ہو شوق مولیٰ مدرَسے میں آنے جانے کا
خدایا ذوق دے قراٰن پڑھنے کا پڑھانے کا

وِصالِ مبارک 18 ذُوالحجّۃ سن 35 ہجری کو کچھ فاسق اور بے وقوف لوگ اسلحہ لے کر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے اِرادے سے گھر میں داخل ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ اس وقت بھی قراٰن کی تلاوت میں مشغول تھے[19] حضرت عثمان کی زوجہ نے کہا: اگر تم لوگوں نے انہیں شہید کیا تو تم ایسے مرد کو شہید کروگے جو شب بیداری کرتے ہوئے ایک رَکعت میں پورا قراٰن پڑھ لیا کرتا ہے۔[20] قاتل نے پہلے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ کاٹا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب سے پہلے قراٰن اسی ہاتھ نے لکھا تھا، قاتل نے جب گردن پر وار کیا تو خون کا پہلا قطرہ سورۂ بقرہ کی آیت: 137 ﴿ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾[21] پر گرا، قراٰنِ پاک کے جس نسخے پر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے خون کے دھبے ہیں وہ نسخہ اب بھی تاشقند میں موجود ہے۔[22]

الٰہی خوب دیدے شوق قراٰں کی تلاوت کا
شَرَف دے گنبدِ خضرا کے سائے میں شہادت کا

(1) مواہب لدنیہ، 2/498 (2) اخبار مکہ للفاکہی، 3/218 (3) وفاء الوفاء للسمہودی، ص675 (4) تفسیر ابن ابی حاتم، الزمر، تحت الآیۃ: 9، ص3248، رقم: 18378 (5) السنن الکبریٰ للبیہقی، 2/555، حدیث: 4059۔ طبقات الکبریٰ للشعرانی، 1/29 (6) سبل الہدیٰ والرشاد، 11/285 (7) شعب الایمان، 2/398، حدیث: 2183 - مختصر قیام اللیل للمروزی، ص62 (8) مختصر قیام اللیل للمروزی، ص155 (9) البدایۃ والنہایۃ، 5/307 (10) الزہد لاحمد، ص154، رقم: 680 (11) مواہب لدنیہ، 2/498 (12) السنۃ لعبد اللہ بن احمد، ص147، رقم: 122 (13) تہذیب الاسماء واللغات، 1/322 (14) بخاری، 3/410، حدیث: 5028 (15) تاریخ الاسلام للذہبی، 3/467 - غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء لابن جزری، 2/267 (16) السبعۃ فی القراءات لابن مجاھد، ص68، 69 - بخاری، 3/410، حدیث: 5027 (17) فضائل القراٰن للقاسم بن سلام، ص359 (18) موطا للامام مالک، 1/94، حدیث: 188 (19) معجم ابن الاعرابی، ص370 (20) الزہد لابن المبارک، ص452، رقم: 1277 (21) ترجَمۂ کنز الایمان: تو اے محبوب عنقریب اللہ ان کی طرف سے تمہیں کفایت کرے گا اور وہی ہے سنتا جانتا۔ (22) مراٰۃ المناجیح، 8/408، مفہوماً۔

حضرت یوسف بن عبدُ اللہ رضی اللہُ عنہما

مولانا اویس یامین عطّاری مدنی*

کم عمری میں جن بچوں کو اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا اُن میں حضرت یوسف بن عبد اللہ رضی اللہُ عنہما بھی شامل ہیں، حضرت یوسف بن عبد اللہ رضی اللہُ عنہما کا شمار کم سِن صحابہ میں ہوتا ہے، آپ صحابیِ رسول حضرت عبدُ اللہ بن سلام کے بیٹے اور اللہ پاک کے نبی حضرت یوسف بن یعقوب علیہما الصلوٰۃ والسّلام کی اولاد سے ہیں۔[1]

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نام رکھا اور سر پر ہاتھ پھیرا: آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرا نام یوسف رکھا، مجھے اپنی گود مبارک میں بٹھایا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔[2]

روایات: آپ سے 3 احادیثِ مبارکہ مروی ہیں۔[3]

حضور انور کو جَو کی روٹی کے ساتھ کھجور کھاتے دیکھا

آپ رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا کہ آپ نے جَو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اُس پر کھجور رکھی اور فرمایا: یہ (کھجور) اس (روٹی کے ٹکڑے) کا سالن ہے، پھر اسے تناول فرمالیا۔[4]

مشہور مفسّر حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: کھجور کو سالن فرمانا مجازاً ہے یعنی روٹی اس سے کھائی جاسکتی ہے اور یہ مثلِ سالن کے ہے۔[5]

وصال: آپ رضی اللہُ عنہ کا وصال حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہُ عنہ کے دورِ خلافت میں سِن 100 ہجری میں ہوا۔[6]

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 4 / 152 (2) ادب المفرد، ص 113، رقم: 372 (3) مراٰۃ المناجیح، 6 / 40 (4) ابوداؤد، 3 / 507، حدیث: 3830 - مشکاۃ المصابیح، 2 / 98، حدیث: 4223 (5) مراٰۃ المناجیح، 6 / 40 (6) تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص 208 - مراٰۃ المناجیح، 6 / 40۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

تحریری مقابلہ کے لئے موصول مضامین کے مؤلفین

لاہور: محمد اسامہ عطاری، احمد رضا عطاری، احمد حسن صدیق، انیس عطّاری، حافظ محمد عمر نقشبندی، سرفراز عطاری، سلمان علی، سید نگاہ علی کاظمی، عامر فرید، عبد الرحمٰن، علی رضا، کلیم اللہ چشتی عطاری، گل محمد عطاری، محمد احمد محسنی، محمد ثقلین امین، محمد عاصم اقبال عطاری، محمد محسن علی، ملک وسیم امین، توصیف رضا عطاری، راشد علی، رضوان مقبول قادری، شہاب الدین عطاری، علی رضا، فیضان علی، محمد ذیشان، محمد شہروز عطاری، محمد عبد الرحمٰن فاروق، محمد عثمان، محمد عمر فاروق عطاری، معتصم، حافظ محمد احمد عطاری۔ **رائیونڈ:** عبد المجید عطّاری، بلال غلام نبی۔ **متفرق شہر:** محمد شہریار ظفر عطاری (میانہ موہڑہ گوجر خان)، عبد المنان عطّاری (میانہ موہڑہ گوجر خان)، محمد عبد المبین عطّاری (ننکانہ)، محمد حسین رضا عطّاری (حیدر آباد)، محمد شیراز رضا عطاری (سخی سرور)، فخر ایوب (سرگودھا)، محمد فیضان علی عطاری (فیصل آباد)۔

تحریری مقابلہ عنوانات برائے ستمبر 2025ء

صرف اسلامی بھائیوں کے لئے (مقابلہ نمبر: 66)

01 رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا نقشے سے تربیت فرمانا
02 ختمِ نبوت کا قراٰنی بیان
03 درختوں کے حقوق

+923012619734

صرف اسلامی بہنوں کے لئے (مقابلہ نمبر: 38)

01 حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی صدیقِ اکبر سے محبت
02 مسئلۂ ختمِ نبوت پر کردارِ صحابہ
03 لاپروائی

+923486422931

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 جون 2025ء

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مدنی*

مزار حضرت شیخ سعدُ الدّین بن یونس جباوی رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت شاہ ابّن بدر چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت سائیں اُچاگر شاہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

ذُوالحجۃِ الحرام اسلامی سال کا بارھواں (12) مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عِظام اور عُلَمائے اسلام کا وصال یا عرس ہے، ان میں سے 105 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ذُوالحجۃِ الحرام 1438ھ تا 1445ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 11 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

شہدائے واقعۂ حرّہ: دس یا بارہ ہزار افراد پر مشتمل یزیدی فوج نے ذوالحجہ 63ھ میں مدینہ شریف پر حملہ کیا، اہلِ مدینہ نے حضرت عبدُ اللہ بن حنظلہ اَوْسی انصاری رضی اللہ عنہما کی قیادت میں 27 ذوالحجہ 63ھ کو جرأت و بہادری سے یزیدی فوج کا مقابلہ کیا اور جامِ شہادت نوش فرمالیا۔ انصار و مہاجرین کے 700 اور بقیہ 10 ہزار اہلِ مدینہ شہید ہوئے، ان کے گھروں میں لوٹ مار کی گئی اور تین دن تک یہ ظلم و ستم جاری رہا۔[1]

1 حضرت خلّاد بن سوید بن ثعلبہ انصاری رضی اللہ عنہ قبیلہ خَزْرَج کے چشم و چراغ تھے، ذوالحجہ 13 بعثتِ نبوی میں آپ بیعتِ عقبۂ ثالثہ میں شریک ہوئے، غزوۂ بدر، اُحد اور خندق میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے، ذوالحجہ 5ھ میں آپ غزوۂ بنی قُریظہ میں شریک ہوئے، ایک یہودی عورت نے اپنے قلعہ سے آپ پر چکی پھینک دی، جس کی وجہ سے آپ درجۂ شہادت پر فائز ہوگئے۔[2]

اولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام

2 بانیِ سلسلہ سعدیہ حضرت شیخ سعدُ الدّین بن یونس جباوی رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 460ھ کو مکّۂ مکرّمہ میں ہوئی اور وصال 29 ذوالحجہ 575ھ کو جبا (ضلع قنیطرہ) شام میں ہوئی، آپ حافظِ قراٰن، جلیلُ القدر شافعی عالمِ دین، کئی کتب کے مصنّف، عظیم شیخِ طریقت اور صاحبِ کرامات ولیِ کامل تھے۔[3]

3 آفتابِ اِرشاد مخدوم سیّد عبدُ اللہ رضوی کرمانی المعروف حضرت شاہ ابّن بدر چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کم و بیش 860ھ میں ہوئی۔ آپ حافظِ قراٰن، عالمِ باعمل، سلسلہ چشتیہ کے شیخِ طریقت، بانیِ خانقاہ و مدرسہ امروہہ، عاشقِ قراٰن اور صاحبِ کرامت ولی اللہ تھے۔ گاہے بگاہے آپ حالتِ جذب میں چلے جاتے تھے۔ آپ کا وصال 987ھ کو ہوا، مزار امروہہ، یوپی ہند میں ہے، جہاں ہر سال 10 تا 15 ذوالحجہ کو عرس ہوتا ہے۔[4]

4 حضرت خواجہ عبدُ الخالق اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1097ھ کو موضع محب علی نزد پاکپتن میں ایک دینی خاندان میں ہوئی۔ آپ نے درسِ وڈامیاں لاہور اور خواجہ فخر الدین فخرِ جہاں دہلوی سے علم حاصل کیا۔ آپ کا زیادہ وقت درس و تدریس اور ذِکر و فکر میں گزرتا تھا۔ آپ کو حضرت اویس قرنی سے فیض ملا، آپ کے مُریدوں کی تعداد کثیر تھی۔ آپ کا وصال 26 ذوالحجہ 1187ھ کو ہوا، مزار بخشن خان، تحصیل چشتیاں

* رکن مرکزی مجلسِ شوریٰ (دعوتِ اسلامی) و نگرانِ مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ، کراچی

ضلع بہاولنگر میں ہے۔[5]

5 سلسلہ سمانیہ کے بانی، قطبِ زمانہ شیخ ابوعبداللہ محمد سمان بن عبد الکریم مدنی بکری رحمۃ اللہ علیہ 1130ھ کو مدینہ منوّرہ میں پیدا ہوئے اور یہیں ذوالحجہ 1189ھ کو وصال فرمایا اور جنّتُ البقیع میں تدفین ہوئی۔ آپ فقیہِ شافعیہ شیخ محمد بن سلیمان کُردی شافعی کے شاگرد تھے۔ آپ نے سلسلہ خلوتیہ شیخ مصطفیٰ بکری خلوتی اور سلسلہ قادریہ شیخ محمد طاہر کُردی مدنی سے حاصل کرکے سلسلہ سمانیہ کا آغاز فرمایا۔ کئی کتب لکھیں جس میں نفحات الالھیۃ فی کیفیۃ سلوک الطریقۃ المحمدیۃ اور مولد النبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم، شائع شدہ ہیں۔[6]

6 باباجی صاحب شکرپورہ حضرت شیخ دین محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ 1293ھ کو شکرپورہ (پشاور، kpk) کے ایک ہندو خاندان میں پیدا ہوئے، آپ نے حضرت مولانا نجمُ الدّین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، علم و عرفاں سے مالامال ہوئے اور زندگی بھر لوگوں کی رُشد و ہدایت میں مصروف رہے، 8 ذوالحجہ 1362ھ کو وصال فرمایا، مزار ٹپہ داؤدپشاور برلب دریائے شاہ عالَم ہے۔[7]

7 حضرت سائیں اُجاگر شاہ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کے گیلانی سادات خاندان سے تعلّق رکھتے ہیں۔ یہ صاحبِ کرامت بُزُرگ تھے، ان کا یومِ عرس 24 ذوالحجہ ہے۔ ان کا مزار چاہ میراں سے کوٹ خواجہ سعید جانے والی سڑک کے شمالی کنارے پر ایک تکیہ میں ہے۔[8]

علمائے اسلام رحمھم اللہ السّلام

8 علمِ حدیث کے ماہر حضرت ابوعاصم ضحّاک بن مَخْلد شیبانی النبیل رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ماہِ ربیع الاول سن 122ھ اور وصال جمعرات کی رات 14 ذوالحجہ 212ھ کو ہوا۔ آپ حضرت سفیان ثوری اور حضرت عبدالرحمٰن بن اوزاعی جیسے ائمۂ اجل کے شاگرد، جلیلُ القدر عالمِ دین اور امام بخاری کے مشائخِ حدیث سے ہیں۔[9]

9 امام ابو یمان حکم بن نافع حمصی بُہرانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 138ھ اور وصال ماہِ ذوالحجۃ الحرام سن 222ھ کو حمص میں ہوا۔ آپ جلیلُ القدر ائمۂ احادیث سے سَماعت کرکے محدّثِ کبیر کے منصب پر فائز ہوئے، آپ کے تلامذہ میں امام بخاری، امام یحییٰ بن معین اور امام عثمان بن دارمی جیسے محدّثین شامل ہیں۔[10]

10 جامعۃُ الازہر کے پندرھویں شیخُ الازہر حضرت شیخ احمد دمہوجی شافعی الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش دمہوج، منوفیہ یا قاہرہ مصر میں 1170ھ کو ہوئی، حفظِ قراٰن کے بعد انہوں نے جامعۃُ الازہر میں داخلہ لیا، آپ ذَہین و فطین تھے، اس لئے عُلومِ درسیہ میں مہارتِ تامّہ حاصل کی، عملی زندگی کا آغاز مادرِ علمی میں تدریس سے کیا، آپ کو تدریس سے بھی لگاؤ تھا، صبح تا شام اس میں مصروف رہتے تھے۔ آپ زندگی کے آخری سال شیخ الازہر مقرر ہوئے۔ حج کے دوران وقوفِ عرفات کے بعد 10 ذوالحجہ 1246ھ کی شب کو آپ کا وصال ہوا، نمازِ جنازہ جامعۃُ الازہر مصر میں ادا کی گئی۔[11]

11 حضرت مولانا کرم دین قادری نوشاہی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش تقریباً 1307ھ کو موضع جند ضلع چکوال میں ہوئی، علم کالس اور چک مجاہد (تحصیل پنڈ دادنخان) سے حاصل کرکے پیر نور عالَم نوشاہی گوجروی سے بیعت کی، ساری زندگی اپنے گاؤں میں درس و تدریس میں مصروف رہے، وصال 26 ذوالحجہ 1394ھ کو فرمایا۔[12]

---

(1) دیکھئے: البدایۃ والنہایۃ، 5/729 تا 736 (2) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 2/34- سیرت سید الانبیاء، ص136، 361 (3) الاعلام للزرکلی، 3/84، 85- رسالہ الشیخ سعد الدین الجباوی وبعض احوالہ وشمائلہ، ص5، 6، 14، 23، 26 (4) آفتاب ارشاد، ص2، 6، 7، 19، 20، 28، 29 (5) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 6/598 تا 602 (6) نفحات الالھیۃ، ص2- السلالۃ البکریۃ الصدیقیۃ، 2/230 (7) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 1/532 (8) مدینۃ الاولیاء، ص543 (9) اسامی شیوخ البخاری للصغانی، ص126، 127 (10) تاریخ کبیر للبخاری، 2/328، 329- تہذیب الکمال، 3/63 تا 67- اسامی شیوخ البخاری للصغانی، ص99 (11) الازہر فی الف عام، 2/45 تا 47- الازہر فی اثنی عشر عاما، ص44 (12) تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال، ص89، 90۔

کھجور کے ساتھ دیگر غذائیں

مولانا احمد رضا عطاری مدنی*

حضور نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا غذائی انتخاب انتہائی عمدہ اور طبّی و فطری نقطۂ نظر سے بھی اعلیٰ تھا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک دستر خوان پر شرفِ حاضری پانے والی غذاؤں میں کھجور کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کھجور کو کئی طرح سے شرفِ طعام بخشا، جن میں سے ایک طریقہ یہ تھا کہ کھجور کسی دوسری غذا جیسے، ککڑی، تربوز، خربوزہ وغیرہ کے ساتھ ملا کر تناول فرمایا۔ مختلف غذاؤں کا یہ امتزاج کن فوائد پر مشتمل ہے اس کی تفصیلات ذیل میں ملاحظہ کریں گے۔

کھجور اور دیگر غذاؤں کا مزاج و تاثیر

ککڑی اور تربوز کا مِزاج دوسرے دَرجے میں سَرد وتَر ہے۔[1] جبکہ کھجور کا مزاج دوسرے درجے میں گرم اور پہلے درجے میں خشک ہوتا ہے۔[2]

کھجور اور دیگر غذاؤں کے امتزاج کی احادیث

کئی احادیثِ مبارکہ میں کھجور کے ساتھ دیگر غذائیں ملا کر کھانے کا ذکر آیا ہے کسی حدیثِ مبارکہ میں ککڑی کے ساتھ تو کسی میں تربوز کا ذکر آیا ہے، آیئے! چند احادیثِ مبارکہ ملاحظہ کیجئے:

تربوز کے ساتھ ملا کر کھانا

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تربوز کو تازہ کھجور کے ساتھ تناوُل فرماتے اور ارشاد فرماتے: ہم اس (کھجور) کی گرمی کو اس (تربوز) کی ٹھنڈک سے توڑتے ہیں اور اس (تربوز) کی ٹھنڈک کو اس (کھجور) کی گرمی سے۔[3]

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تربوز اور تازہ کھجور کو اکٹھا کر کے کھاتے تھے۔[4]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تربوز کو تَر کھجور کے ساتھ کھاتے تھے۔[5]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اپنے دائیں ہاتھ میں تر کھجور اور بائیں ہاتھ میں تربوز لیتے، پھر کھجور کو تربوز کے ساتھ ملا کر تناول فرماتے تھے۔ یہ آپ کا سب سے زیادہ پسندیدہ پھل تھا۔[6]

ککڑی کے ساتھ ملا کر کھانا

حضرت عبدُ اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ شعبہ پیغاماتِ عطار
المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ککڑی کو تازہ کھجور کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔[7]

مکھن کے ساتھ ملا کر کھانا

حضرت سُلَیم بن عامر رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے پاس تشریف لائے، تو ہم نے آپ کی خدمت میں مکھن اور کھجور پیش کیا۔ آپ مکھن اور کھجور کو پسند فرمایا کرتے تھے۔[8]

خربوزے کے ساتھ ملا کر کھانا

❁ حضرت انس رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو تَر کھجور اور خربوزے کو اکٹّھا کر کے کھاتے ہوئے دیکھا۔[9]

❁ حضرت جابر رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خربوزے کو تازہ کھجور کے ساتھ تناول فرماتے اور ارشاد فرماتے: یہ دونوں بہترین چیزیں ہیں۔[10]

کچی کھجور کے ساتھ ملا کر کھانا

اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہُ عنہا سے روایت ہے کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بلح (کچی کھجور) کو پکّی کھجور کے ساتھ کھاؤ۔[11]

کھجور کے ساتھ دیگر غذاؤں کے فوائد

جب کھجور کی حرارت، تربوز کی نمی اور ککڑی کی ٹھنڈک یکجا ہوتی ہے، تو خوراک میں ایسا توازن پیدا ہوتا ہے جو بدن میں اعتِدال، طبیعت میں سُکون اور صحّت میں توانائی بخشتا ہے۔ یہی وہ فطری توازن ہے، جسے حکمتِ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عملی صورت عطا کی اور جدید طبّ نے اس کے کئی فوائد بیان کئے ہیں آیئے! چند فوائد ملاحظہ کیجئے:

❁ کھجور گرم وخشک جبکہ ککڑی سَرد و تَر مزاج رکھتی ہے، دونوں کا امتزاج بدن میں اعتِدال پیدا کرتا ہے۔

❁ کھجور معدے کو قوّت دیتا ہے، جبکہ ککڑی نظامِ ہاضمہ کو نَرم اور بہتر بناتی ہے، جس سے قبض کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔

❁ ککڑی میں پانی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے، جو کھجور کی حرارت کو متوازن رکھ کر جسم میں نمی برقرار رکھتی ہے۔

❁ ککڑی جسم سے فاسد مادے خارج کرنے میں مدد دیتی ہے، جبکہ کھجور گردوں کو طاقت فراہم کرتا ہے، اس لئے دونوں کا ملاپ گردوں کے لئے فائدہ مند ہے۔

❁ کھجور میں موجود وٹامنز اور ککڑی میں پائے جانے والے اینٹی آکسیڈنٹس جلد کو صحّت مند اور چمکدار بناتے ہیں۔

❁ کھجور قدرتی شکر فراہم کرتا ہے جبکہ تربوز پانی سے بھرپور ہوتا ہے، جس سے جسم میں توانائی اور تازگی آتی ہے۔

❁ کھجور کی گرمی اور تربوز کی ٹھنڈک مل کر جسم میں درجہ حرارت کو متوازن رکھتی ہے، خاص طور پر گرمیوں میں دونوں کا استِعمال زیادہ فائدہ مند ہے۔

❁ کھجور جگر کو تقویت دیتا ہے، جبکہ تربوز جگر کو صاف اور زہریلے مواد کو خارج کرنے میں مدد دیتا ہے۔

❁ تربوز ہلکی غذا ہے جو معدے پر بوجھ نہیں ڈالتی، جبکہ کھجور ہاضمے کو بہتر بناتی ہے، اس لئے دونوں مل کر معدے کو تقویت دیتے ہیں۔

❁ کھجور میں پوٹاشیم اور آئرن ہوتے ہیں جو دل کو مضبوط کرتے ہیں، جبکہ تربوز میں لائکوپین نامی اینٹی آکسیڈنٹ موجود ہوتا ہے جو دل کی بیماریوں سے بچاؤ میں مدد دیتا ہے۔[12]

نوٹ: تمام غذائیں اور دوائیں اپنے طبیب (ڈاکٹر یا حکیم) کے مشورے سے ہی استعمال کیجئے۔

---

(1) خزائن الادویہ، 3/343-2/157 (2) خزائن الادویہ، 3/415 (3) ابو داؤد، 2/508، حدیث: 3836 (4) نوادر الاصول، 1/366، حدیث: 236 (5) نوادر الاصول، 1/367، حدیث: 237 (6) معجم اوسط، 6/36، حدیث: 7907 (7) ابو داؤد، 2/508، حدیث: 3835 (8) ابو داؤد، 2/509، حدیث: 3837 (9) مسند احمد، 4/286، حدیث: 12452 (10) شعب الایمان، 5/112، حدیث: 5998 (11) شعب الایمان، 5/112، حدیث: 5999 (12) مختلف طبی ویب سائٹس سے ماخوذ۔

تخصص کی اہمیت

مولانا محمد آصف اقبال عطّاری مَدَنی*

علوم وفنون انسانی ترقّی وعروج میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ علوم وفنون سے آگہی بڑھنے کے ساتھ ساتھ انسان پر کائنات کے راز کھلتے چلے جاتے ہیں۔ علم کی عظیم فضیلت کے سبب ربِّ قدیر نے عالِمِ مَاکانَ وَمایکُوْن حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بھی علم میں اضافے کی دعا کا حکم دیا۔ حدیث پاک "اِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّم"[1] کے مطابق علم سیکھنے سے آتا ہے اور جتنا کسی علم وفن کو خصوصیت کے ساتھ سیکھا اور سمجھا جائے اتنا اُس میں دَرْک ومہارت پیدا ہو جاتی ہے، علمی دنیا میں اسے کسی علم وفن میں "تَخَصُّص" (Specialization) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پیشِ نظر تحریر میں تخصص کی تعریف وتعارف، اہمیت وضرورت اور فوائد وثمرات وغیرہ بیان کئے گئے ہیں اور اس تناظر میں دعوتِ اسلامی کے کارہائے نمایاں کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

تخصص کی لغوی واصطلاحی تعریفات تخصّص کا لغوی معنیٰ ہے خصوصیت، خاص کرنے یا ہونے کا عمل اور مختص وغیرہ جبکہ اصطلاح میں "کسی خاص مضمون یا علم وفن میں توجّہ مرکوز کرنے اور ماہر بننے کے عمل کو تخصّص کہتے ہیں، انگریزی میں اسے یوں تعبیر کیا جاتا ہے:

The process of concentrating on and becoming expert in a particular subject or skill.

تخصص کی اہمیت وضرورت اسلامی علوم اپنے اندر بڑی وسعت رکھتے ہیں، پہلے لوگ بڑے باہمّت اور بُلند حوصلوں کے مالک ہوا کرتے تھے، حافظے لاجواب اور صحتیں قابلِ رشک ہوا کرتی تھیں تو اُس دورِ مسعود میں بیک وقت کئی علوم پر مہارتِ تامّہ رکھنے والے کثیر علمائے کرام ہوا کرتے تھے مگر اب ہمتیں پست اور صلاحیتیں کمزوری کا شکار ہو گئیں تو دورِ حاضر کے تقاضوں کے پیشِ نظر علوم وفنون میں تخصّص کی ضرورت پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے، لہٰذا اب درسِ نظامی کی تکمیل کے بعد شائقینِ علم کسی ایک فن میں تخصص (Specialization) کرتے ہیں جیسے علمِ تفسیر میں مہارت کے لئے تَخَصُّص فِی التَّفْسِیْر، علومِ حدیث میں کمال کے لئے تَخَصُّص فِی الْحَدِیْث، علومِ شرعیہ و فتویٰ نویسی میں مضبوطی کے لئے تَخَصُّص فی الْفِقْه، درسِ نظامی کی تدریس میں مہارت کے لئے تَخَصُّص فِی الْفُنُوْن، کیا جاتا ہے۔ یہ تخصص دینی علوم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ دنیا بھر کی یونیورسٹیاں عصری علوم میں بھی اسپیشلائزیشن کروا رہی ہیں، آج جنرل فزیشن سے آگے بڑھتے ہوئے ڈاکٹر بھی اسپیشلسٹ بن رہے ہیں۔

زمانۂ نبوی میں تخصص کی جھلک تخصص کی جھلک ہمیں زمانۂ نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں بھی نظر آتی ہے جیسا کہ اللہ پاک کے آخری نبی محمد عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَعْلَمُهُمْ

*فارغ التحصیل جامعۃُ المدینہ، شعبہ تراجم، المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center)

بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَاَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَاَقْرَؤُهُمْ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ یعنی میرے صحابہ میں حلال و حرام کو معاذ بن جبل زیادہ جانتے ہیں، فرائض (تقسیمِ وراثت) کے بڑے عالم زید بن ثابت ہیں اور قراٰنِ پاک کی قراءت کو سب سے زیادہ ابی بن کعب جانتے ہیں۔(2) محدّثِ کبیر علّامہ محمد بن عبد الہادی حنفی سندھی رحمۃ اللہ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں: هٰذَا الْحَدِيْثُ صَرِيْحٌ فِيْ تَعَدُّدِ جِهَاتِ الْخَيْرِ فِي الصَّحَابَةِ وَاخْتِصَاصِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ ترجمہ: یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں خیر و بھلائی کی مختلف جہتیں پائی جاتی تھیں اور بعض جہتیں بعض صحابۂ کرام کے ساتھ خاص تھیں۔(3) علامہ عبدُ الرّؤف مُناوی رحمۃ اللہ علیہ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں: قَالَهٗ حَثًّا لِلصَّحْبِ عَلٰى مُنَافَسَتِهٖ وَالرَّغْبَةِ فِيْ تَعْلِيْمِهٖ یعنی حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ اس لئے فرمایا تاکہ دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی بڑھ چڑھ کر یہ علم حاصل کریں اور اِسے سکھانے میں رغبت کریں۔(4)

ہر فن مولیٰ اور مُتَخَصِّص میں فرق

دورِ حاضر کی نفسا نفسی، تیزی، وقت کی کمی اور دیگر عوامل کے پیشِ نظر اب "ہر فن مولیٰ" بننا ہر کسی کے بس کی بات نہیں کیونکہ اب جو ایسا کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ ہر علم و فن میں مہارت حاصل کرلے تو کسی بھی علم میں رسوخ و پختگی حاصل نہیں کرپاتا۔ اہلِ علم ایسے شخص کی مثال اُس انسان سے دیتے ہیں جو بہت تیزی سے سفر کرتا ہے اور اُس کی کوئی منزل نہیں ہوتی۔ اردو میں کہتے ہیں: ہر فن مولیٰ ہر گُن ادھورا۔ جیسے انگریزی میں بولا جاتا ہے: Jack of all trades master of none۔ لہٰذا ڈگری حاصل کرنے کے بعد جس علم و فن کی طرف طبیعت کا میلان اور قلب کا رُجحان ہو اُس میں مقدور بھر مزید محنت و کوشش کرکے تخصص کرلے، اِسی کا زیادہ فائدہ ہے۔ حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ امام ابو عبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرماتے ہیں: "مَانَاظَرَنِيْ رَجُلٌ قَطُّ وَكَانَ مُفَنِّنًا فِي الْعُلُوْمِ اِلَّا غَلَبْتُهٗ، وَلَا نَاظَرَنِيْ رَجُلٌ ذُوْفَنٍّ وَاحِدٍ مِّنَ الْعُلُوْمِ اِلَّا غَلَبَنِيْ فِيْهِ یعنی میں نے جب بھی کئی علوم کے ماہر شخص سے مناظرہ کیا تو میں اُس پر غالب رہا اور جب میں نے کسی ایسے شخص سے مناظرہ کیا جو کسی ایک فن کا ماہر تھا تو وہ اُس میں مجھ پر غالب آگیا۔(5) موجودہ حالات کے تناظر میں تجربہ شاہد ہے کہ فہم و ذکاوت، طبعی قوّت، حُضورِ قلبی اور کامل یکسوئی سے بندہ زیادہ سے زیادہ دو تین علوم میں ہی مہارت حاصل کرپاتا ہے۔

تخصص کے فوائد و ثمرات

کسی علم و فن میں تخصص کرنے والا عام فضلائے زمانہ اور اہلِ علم پر کئی لحاظ سے فوقیت رکھتا ہے، تخصص کے فوائد و ثمرات اُسے دوسروں سے ممتاز بناتے ہیں، اگر سچی لگن اور انتہائی محنت سے تخصص کرلیا جائے تو پھر متخصّص متعلّقہ علم و فن کی باریکیوں سے آگاہی، علمی گہرائی و گیرائی، نظریات کی مضبوطی، مسائلِ کثیرہ پر نظر، غلطیوں کے ازالے، کثرتِ مطالعہ، استدلال کی قوت و طریقے، استنباط واخذ کی صلاحیت، تقریر و تحریر میں احتیاط وانضباط، مسائل کی پیچیدگیوں کے درست اندازے اور حل، ماہر اساتذہ کی صحبت اور ان کے تجربات سے حصولِ فائدہ، مشاہدہ و تجربہ میں اضافے جیسی خوبیوں سے مزین و آراستہ ہوجاتا ہے اور قابلِ اعتماد و استناد بن جاتا ہے، پھر اُس علم و فن میں طَلَبہ و عُلَما حتی کہ محققین اُس سے رجوع کرتے ہیں، بسا اوقات وہ اُس علم و فن کا استعارہ ہوجاتا ہے۔ مفتیِ حجاز امام احمد بن محمد مکّی شافعی المعروف ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ امام ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ فَنٌّ يُرْجَعُ اِلَيْهِ فِيْهِ دُوْنَ غَيْرِهٖ یعنی جس عالم پر کسی فن کا غلبہ ہو تو اُس کی طرف اُسی فن میں رجوع کیا جاتا ہے، دیگر میں نہیں۔(6)

---

(1) بخاری، 1 / 41 (2) ترمذی، 5 / 435، حدیث: 3815 (3) حاشیۃ السندی علی ابن ماجہ، 1 / 102، تحت الحدیث: 154 (4) فیض القدیر، 2 / 28، تحت الحدیث: 1225 (5) جامع بیان العلم، ص 383، رقم: 1020 (6) فتاویٰ حدیثیہ، ص 328۔

مسجدِ عقبہ اور بیعتِ عقبہ

مولانا حامد سراج عطاری مدنی*

عربی میں ”عَقَبَۃ“ گھاٹی یعنی پہاڑی گزر گاہ کو کہتے ہیں۔ عرب کی سرزمین مختلف عقبات (یعنی گھاٹیوں) سے بھری پڑی ہے۔ انہی میں ایک عقبہ ایسی ہے جس کے واقعات نے اس کی اہمیت کو ایسا دوچند کیا ہے کہ آج اس کے بغیر اسلامی تاریخ نامکمل ہے۔ یہ وہی عقبہ ہے جہاں مدینے کے چند خوش بختوں نے اسلام کے لئے جان کی بازی لگانے پر دو دفعہ بیعت کی تھی۔ انہی دو بیعتوں کی برکت سے عرب ہی نہیں پوری انسانیت کی قسمت چمک اٹھی۔ انہی بیعتوں کی برکت سے ایک ایسی صبح طلوع ہوئی جس نے کائنات کے ذرے ذرے کو جگمگا دیا۔

عقبہ کا محلِ وقوع وہ گھاٹی جہاں بیعت ہوئی مکہ سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر جبلِ ثبیر میں واقع تھی۔ جبلِ ثبیر مکہ شریف میں آٹھ پہاڑوں کا مجموعہ تھا۔ پہلے یہاں ایک ٹیلہ تھا جس کے پاس ہی یہ گھاٹی تھی۔ اسی ٹیلے کی ہمسائیگی میں جمرہ واقع ہے جہاں ایامِ حج میں رمی کی جاتی ہے۔ یہی وہ تاریخ ساز مقام ہے جہاں انصار کے کچھ افراد خیمہ زن تھے کہ جب ان کے مقدر کا ستارہ چمکا۔ آج کل اس مقام پر مسجدِ عقبہ تعمیر ہے، اسے مسجدِ بیعہ بھی کہتے ہیں۔ یہ مسجد مکہ سے مِنیٰ جاتے ہوئے بائیں جانب پڑتی ہے۔ خیال رہے کہ یہ مسجد اتنے ہی رقبے پر تعمیر ہے جس پر مدینہ شریف کا قافلہ ٹھہرا ہوا تھا۔ یہ مستطیل شکل کی مسجد ہے جو پتھر اور گچ (یعنی ایک مخصوص مسالے) سے بنائی گئی ہے۔ یہ مسجد دو دالانوں کا مجموعہ ہے، دونوں پر چھت ہے۔[1]

عقبہ پر ماہتابِ رسالت یہ نبوت کے گیارہویں سال (621 عیسوی) کی بات ہے جب حج کے موسم میں عرب کے گوشے گوشے سے قافلے مکہ پہنچ رہے تھے۔ مصطفٰے جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حسبِ معمول قبائل کے پاس جا جا کر انہیں اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔[2] مختلف قبیلوں کو دعوت دیتے ہوئے نبیِ کریم اسی عقبہ کے پاس پہنچے تو وہاں بنو خزرج کے چھ افراد سے ملاقات ہوئی۔ تعارف کے بعد آپ نے ان سے فرمایا: کیا ہم بیٹھ کر کچھ بات کر لیں؟ وہ بخوشی آپ کی باتیں سننے کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ نے انہیں اسلام کا تعارف کرایا اور قراٰنِ پاک کی چند آیات سنا کر انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔[3]

انصار کا قبولِ اسلام انصار خود مشرک تھے مگر یہودیوں سے میل جول کے سبب اتنا جانتے تھے کہ نبیِّ آخر الزّماں تشریف لانے والے ہیں۔ دراصل جب یہودیوں اور انصار کے درمیان کچھ ناراضی ہوتی تو یہودی انہیں دھمکیاں دیا کرتے کہ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ظہور کے وقت ہم ان کے ساتھ مل کر تم سمیت سارے بت پرستوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔[4] حضور نبیِ کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے جب انہیں دعوتِ اسلام دی تو وہ آپس میں کہنے لگے: یہ وہی نبی معلوم ہوتے ہیں جن کی آمد کی دھمکیاں ہمیں یہودی دیتے رہتے ہیں۔ جلدی سے ان پر ایمان لے آؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہودی ان پر ایمان لانے میں ہم سے پہل کر جائیں۔ چنانچہ ان سب نے دل و جان سے آپ کی دعوت قبول کر لی اور سب ہی مشرف باسلام ہو گئے۔[5]

بیعتِ عقبۂ اُولیٰ اس مختصر قافلۂ عشق و محبت نے اپنے ہاں دین

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ ذمہ دار شعبہ سیرتِ مصطفٰے المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

کی دعوت دینے اور آئندہ سال شرفِ نیاز حاصل کرنے کا وعدہ کیا اور دل و دماغ کو نورِ اسلام سے منور کر کے اپنے وطن واپس چلے گئے۔ واپس جا کر انہوں نے تبلیغِ اسلام کی ایسی دھومیں مچائیں کہ مدینہ شریف کے کئی افراد ایمان لے آئے۔[6] آنے والے حج میں حسبِ وعدہ یہ پھر سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اب کی بار ان کی تعداد بارہ تھی۔ ان سب نے آپ کے دستِ بابرکت پر ان باتوں پر بیعت کی کہ شرک، چوری، بدکاری اور اپنی اولاد کو زندہ در گور کرنے سے بچیں گے اور کسی بھی نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔[7] بارہ افراد کی اس بیعت کو "بیعتِ عقبہ اولیٰ" کہا جاتا ہے۔

مدینے کے مبلغ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے تعلیم و تربیت اور تبلیغِ دین کے لئے ان کی درخواست پر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا۔ حضرت مصعب کو مدینہ والے "مُقْرِی" یعنی معلم و استاذ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ اس وقت تک اوس و خزرج کے مابین دشمنی اور عداوت کی آگ بجھنے کو تھی لہٰذا حضرت مصعب کے پیچھے سب کے سب نماز پڑھ لیتے۔[8] اسلام کی برکت سے ان پر کسی کو کوئی اعتراض نہ تھا۔ حضرت مصعب کی تبلیغِ دین کے لئے شبانہ روز کاوشوں نے خوب رنگ جمایا، مدینے کے نامور اور بڑے بڑے سردار اِن کی دل نشین اور دل پذیر گفتگو کے سامنے دل ہار بیٹھے اور دامنِ اسلام سے وابستہ ہوگئے۔ تھوڑے ہی عرصے میں وہاں کا کوئی قابلِ ذکر علاقہ ایسا نہ رہا جہاں کسی نہ کسی نے معرفتِ الٰہی کا جام نہ پی لیا ہو۔[9] مدینے میں اسلام کے نام لیواؤں کی تعداد بڑھی تو انصار نے سوچا کہ اس دفعہ ہم حج کے موقع پر ایک زبردست وفد لے کر جائیں اور اللہ کے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے یہاں تشریف لانے کی عرض کریں۔

حج کا موسم آتے ہی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حاجیوں کا ایک قافلہ مکہ پاک کیلئے روانہ ہوا۔ اس میں مسلمانوں کے ساتھ ساتھ مدینہ کے کئی مشرک بھی تھے۔[10] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاقات ہوئی اور طے پایا کہ اُسی مقام عقبہ پر ایامِ تشریق کی ایک شب کو میٹنگ رکھی جائے اور مکمل غور و فکر اور عہد و پیمان کے ساتھ فیصلے کیے جائیں گے۔[11] بالآخر وہ رات آگئی، حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ جو اس میٹنگ میں شریک تھے، ان کا بیان ہے: ہم حج سے فارغ ہوگئے اور جب وہ رات آئی تو ہم حسبِ دستور اپنی قوم کے ساتھ اپنے اپنے خیموں میں سوگئے، جب رات کا ایک تہائی (1/3) حصہ گزر گیا اور ہر طرف سناٹے نے ڈیرے ڈال دیئے تو ہم اپنے بستروں سے چپکے چپکے نکلے اور مخصوص گھاٹی میں جمع ہونے لگے، سب وہاں جمع ہوگئے، ہم 72 افراد تھے؛ 70 مرد اور 2 عورتیں۔ بالآخر آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تشریف لے آئے، ان کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے، جو ابھی ایمان نہیں لائے تھے مگر اپنے بھتیجے کے معاملات میں شریک رہنا چاہتے تھے۔ ابتدائی گفتگو کے بعد نبیِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر حال میں اپنی اطاعت، معاونت اور راہِ خدا میں مال خرچ کرنے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے، ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے اور اپنا مکمل دفاع کرنے پر بیعت لی۔ بدلے میں انہیں جنت کی بشارت عطا فرمائی۔[12] حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس دلکش اور حسین منظر کو یوں بیان کرتے ہیں: فَقُمْنَا اِلَيْهِ رَجُلًا رَجُلًا يَاْخُذُ عَلَيْنَا بِشُرْطَةِ الْعَبَّاسِ، وَيُعْطِيْنَا عَلٰى ذٰلِكَ الْجَنَّةَ یعنی ہم ایک ایک کر کے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس جارہے تھے، آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ والی اُنھی شرائط کے مطابق ہم سے بیعت لیتے جارہے تھے اور اس کے بدلے ہمیں جنت عطا فرماتے جارہے تھے۔[13] حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے ان چند جملوں میں پوری امت کو عقیدہ بھی بتارہے اور عقیدت بھی سکھارہے ہیں۔ بیعت کا عمل مکمل ہوجانے کے بعد مصطفےٰ جانِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انصار میں بارہ نقیب (سردار) مقرر فرمائے، نو خزرج اور تین اوس کے قبیلے سے۔[14] پھر یہ تمام حضرات اپنے اپنے بستروں میں واپس چلے گئے۔ یہ وہ بیعت ہے جسے اسلامی تاریخ میں "بیعتِ عقبۂ ثانیہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

---

(1) دیکھئے: معجم البلدان، 3/336- سبل الہدیٰ والرشاد، 3/195 (2) دیکھئے: سیرت ابن ہشام، ص168 (3) دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/433، 434 (4) دیکھئے: سیرت ابن ہشام، ص170 (5) دیکھئے: سیرت ابن ہشام، ص171 (6) دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص178 (7) مسند احمد، 37/415، حدیث: 22754 (8) دیکھئے: سیرت ابن ہشام، ص172 (9) دیکھئے: معجم کبیر، 20/362، حدیث: 849 (10) طبقات ابن سعد، 3/88 (11) دیکھئے: سیرت ابن ہشام، ص174 (12) دیکھئے: مسند احمد، 23/22، 23، حدیث: 14653 (13) دیکھئے: مسند احمد، 23/22، 23، حدیث: 14653 (14) دیکھئے: مسند احمد، 25/89 تا 93، حدیث: 15798۔

اسلاف کے قلم سے

اولاد کی تربیَت

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ

امیر المؤمنین حضرت عُمر بن عبدُ العزیز رحمۃ اللہ علیہ بہت عابد و زاہد، بُردبار، عاجزی واِنکساری کے پیکر، خوفِ خدا سے لَبْریز، عَدْل و انصاف قائم کرنے، بھلائی اور نیکیوں کو محبوب رکھنے، نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے مَنْع کرنے والے تھے۔ آپ نے صرف 29 ماہ کے عرصے میں دنیا کے ایک بڑے حصے میں خوشحالی کا ایسا اِسلامی اِنقلاب برپا کیا جس کی مثال صَدِیاں گزر جانے کے بعد بھی نہیں ملتی، آپ نے عَہْدِ خُلفائے راشِدین کی یاد تازہ کردی۔ آپ کو عُمرِ ثانی بھی کہا جاتا ہے۔(1)

حضرت عمر بن عبدُ العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیَت کا نہایت عمدہ انتِظام کیا، چنانچہ جلیلُ القدر محدِّث حضرت صالح بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے بھی استاذِ محترم تھے، ان کو اپنی اولاد کا اَتالیق (یعنی نگران استاذ) مقرّر کیا۔(2) علاوہ ازیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آزاد کردہ غُلام سَہْل بھی اولاد کی دیکھ بھال پر مامور تھے۔ حضرت عمر بن عبدُ العزیز رحمۃ اللہ علیہ ان کو بہترین تعلیم و تربیَت دینے پر خود بھی متوجّہ کرتے رہتے تھے، اولاد کی تربیت کے حوالے سے آپ کے اسی سلسلے کے دو اہم مکتوب یہاں بطور "اسلاف کے قلم سے" شامل کئے جاتے ہیں:

فکرِ تربیَتِ اولاد پر مشتمل ایک مکتوب

میں نے بہت سوچ سمجھ کر تمہیں اپنی اولاد کی تعلیم و تربیَت کے لئے منتخب کیا ہے، ان کو ترکِ صحبت کی طرف توجُّہ دلاؤ کہ وہ غفلت پیدا کرتی ہے، انہیں کم ہنسنے دو کہ زیادہ ہنسنا دل کو مُردہ کر دیتا ہے، تمہاری کوششوں کے نتیجے میں ایک اَہم بات جو وہ سیکھیں وہ یہ ہے کہ انہیں گانے باجے کی طرف سے نفرت ہو کیونکہ گانا سننا دل میں اسی طرح نِفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی سے گھاس اُگتی ہے، میرے بیٹوں میں سے ہر ایک کے جَدوَل میں یہ بھی ہو کہ وہ قراٰنِ مجید کھولے اور نہایت اِحتِیاط کے ساتھ اس کی قِراءَت کرے، جب اس سے فارِغ ہو جائے تو ہاتھ میں تیر و کمان لے کر بَرَہْنہ پا (یعنی ننگے پاؤں) نکل جائے اور سات تیر چلا کر نشانہ بازی کی مَشْق کرے، پھر قَیلُولہ (یعنی دوپہر کا آرام) کرنے کے لئے واپس آئے کیونکہ حضرت اِبنِ مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "قَیلُولہ کرو اس لئے کہ شیطان قَیلُولہ نہیں کرتا۔"(3)

بیٹے کے نام نصیحت آموز خط

حضرت عمر بن عبدُ العزیز رحمۃ اللہ علیہ براہِ راست اپنی اولاد کو بھی تربیَت و نصیحت کے مَدَنی پھولوں سے نوازتے رہتے تھے، چنانچہ اپنے بیٹے کے نام ایک خط میں لکھا: تم اپنے آپ اور اپنے والد پر اللہ تعالیٰ کے اِحسانات کو یاد کرو، پھر اپنے باپ کی ان کاموں میں مدد کرو جن پر اسے قُدرت حاصل ہے اور اس معاملہ میں بھی مدد کرو جس کے بارے میں تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا باپ

ان کو انجام دینے سے عاجز ہے۔ تم اپنی جان، صحّت اور جوانی کی پوری رعایت رکھو، اگر تم سے ہو سکے تو اپنی زُبان تَحمید و تسبیح کی صورت میں اللہ پاک کے ذِکر سے تَر رکھو، اس لئے کہ تمہاری اچّھی باتوں میں سے سب سے اچّھی بات اللہ پاک کی حمد اور اس کا ذِکر ہے۔ جو شخص جنّت کی رَغبت رکھتا ہو اور جہنّم سے بھاگتا ہو تو ایسی حالت والے آدمی کی توبہ قبول ہوتی ہے اس کے گُناہ مُعاف کئے جاتے ہیں۔ مدّتِ مقرّرہ (یعنی موت) کے آنے سے پہلے اور عمل کے خَتم ہونے سے پہلے اور جنّ واِنس کو ان کے اعمال کا بدلہ دینے سے پہلے، اللہ تعالیٰ انہیں اُن کے اعمال کا بدلہ دے گا ایسی جگہ جہاں فِدیہ قبول نہیں کیا جائے گا اور جہاں معذرت نَفع مند نہیں ہو گی اور جہاں پوشیدہ اُمور ظاہر ہو جائیں گے، لوگ اپنے اعمال کا بدلہ لے کر لَوٹیں گے اور متفرّق ہو کر اپنے اپنے مقامات کی طرف جائیں گے، پس اس آدمی کے لئے خوش خبری ہے جس نے اللہ پاک کی اِطاعت کی اور اس آدمی کے لئے ہلاکت ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، پس اگر اللہ تعالیٰ تمہیں مالداری عطا کر کے آزمائے تو اپنی مالداری میں مِیانہ رَوِی اِختیار کرنا، اور اللہ پاک کی رضا کے لئے اپنے آپ کو جھکا لو، اور اپنے مال میں اللہ تعالیٰ کے حُقوق کو ادا کرو، اور مالداری کے وَقت وہ بات کہو جو حضرت سلیمان علٰی نَبِیِّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے کہی تھی، یعنی ﴿هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ﱡ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: یہ میرے رب کے فضل سے ہے تا کہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری۔[4]

اور تم فخر و خود پسندی سے اِجتِناب کرنا اور اسی طرح اپنے رب کے دیئے ہوئے مال کے بارے میں یہ گمان نہ کرو کہ یہ تمہاری کسی شرافت کی بِنا پر تمہیں ملا ہے یا کسی ایسی فضیلت کی بنیاد پر ملا ہے جو اُن لوگوں میں نہیں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے یہ مال نہیں دیا ہے، پھر اگر تم نے اللہ پاک کے شکر میں کوتاہی کی تو فَقر و فاقہ کا مزہ چکھو گے اور ان لوگوں میں سے ہو گے جنہوں نے مالداری کی بنیاد پر سرکشی کی اور ان کو اعمال کا بدلہ دنیا میں دے دیا گیا، بے شک میں تمہیں یہ نصیحت کر رہا ہوں حالانکہ میں اپنے نَفس پر بہت ظُلم کرنے والا ہوں، بہت سے اُمور میں غَلَطی کرنے والا ہوں اور اگر آدمی اپنے اُمور کے ٹھیک ہونے تک اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کامل ہونے تک اپنے بھائی کو نصیحت نہ کرتا تو لوگ اَمْرٌ بِالمعروف اور نَہیٌ عَنِ المنکر کو چھوڑ دیتے اور حرام کاموں کو حلال سمجھنے لگتے، اور نصیحت کرنے والے اور زمین میں اللہ کے لئے خیر خواہی کرنے والے کم ہو جاتے، پس اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں جو زمینوں اور آسمانوں کا پروردگار ہے، اور اسی کے لئے زمین و آسمان میں کبریائی ثابت ہے اور وہی غالب اور حکمت والا ہے۔[5]

---

(1) الثقات لابن حبان، 2 / 354 - مرقاۃ المفاتیح، 9 / 245، تحت الحدیث: 5375-5376 (2) التحفۃ اللطیفۃ فی تاریخ المدینۃ الشریفۃ، 1 / 403 (3) سیرۃ و مناقب عمر بن عبد العزیز لابن الجوزی، ص 296 ملخصاً (4) پ 19، النمل: 40 (5) حلیۃ الاولیاء، 5 / 309، رقم: 7223 ملخصاً۔

اِنفاق فی سبیلِ اللہ اور قراٰنی مثالیں

شہاب الدین عطّاری
(درجہ خامسہ جامعۃُ المدینہ ٹاؤن شپ لاہور)

قراٰنِ مجید فرقانِ حمید میں لوگوں کو سمجھانے اور غور و فکر کرنے کے لئے اللہ ربُّ العزت نے مثالیں بھی بیان فرمائی ہیں۔ قراٰنی اسلوب میں ایک واضح اسلوب مثال دے کر سمجھانا ہے۔ جس سے ہر طبقہ کے لوگوں کو بات سمجھ آجاتی ہے۔ اللہ ربُّ العزت نے قراٰنِ پاک میں توحید و کفر، حق و باطل، نورِ الٰہی، عظمتِ قراٰن، موحد و مشرک، گمراہی، حکمِ الٰہی کی نافرمانی کرنے والوں، مخلص اور ریاکار کے عمل اور انفاق فی سبیل اللہ (یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنے) کی اہمیت و فضیلت کو مثالوں سے بیان کیا ہے اور مثال کی اہمیت کے متعلق فرمایا ہے: ﴿وَ لَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ(۲۷)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی کہاوت بیان فرمائی کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو۔(پ23، الزمر: 27)

واضح ہوا کہ مثالوں کی حکمت کیا ہے اسی طرح راہِ خدا میں جو خرچ کرتے ہیں ان کی مثال بھی بیان فرمائی کہ ان کو کیا فوائد و ثمرات حاصل ہوں گے۔ آیئے قراٰنِ مجید میں انفاق فی سبیل اللہ کی جو مثالیں بیان کی گئی ہیں ان کے متعلق جانتے ہیں:

1 راہِ خدا میں خرچ کرنے والے کی مثال اس دانے کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں: ﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍؕ-وَ اللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُؕ-وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ(۲۶۱)﴾ ترجَمۂ کنزالعرفان: ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح ہے جس نے سات بالیاں اگائیں، ہر بالی میں سو دانے ہیں اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔(پ3، البقرۃ: 261)

اس آیت میں راہِ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت مثال کے ذریعے بیان کی جارہی ہے کہ یہ ایسا ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں ایک دانہ بیج ڈالتا ہے جس سے سات بالیاں اُگتی ہیں اور ہر بالی میں سو دانے پیدا ہوتے ہیں۔ گویا ایک دانہ بیج کے طور پر ڈالنے والا سات سو گنا زیادہ حاصل کرتا ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا نیکی کی تمام صورتوں میں خرچ کرنا راہِ خدا میں خرچ کرنا ہی ہے۔(دیکھئے: صراط الجنان، 1/395)

2 راہِ خدا میں مال خرچ کرنے والے کی مثال بلند خطۂ زمین کی طرح ہے: ﴿وَ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ

اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ(۲۶۵)﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اور جو لوگ اپنے مال اللہ کی خوشنودی چاہنے کیلئے اور اپنے دلوں کو ثابت قدم رکھنے کیلئے خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس باغ کی سی ہے جو کسی اونچی زمین پر ہو اس پر زور دار بارش پڑی تو وہ باغ دگنا پھل لایا پھر اگر زور دار بارش نہ پڑے تو ہلکی سی پھوار ہی کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔ (پ3، البقرۃ:265)

اس آیت میں ان لوگوں کی مثال بیان کی گئی ہے جو خالصتاً رضائے الٰہی کے حصول اور اپنے دلوں کو استقامت دینے کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل کرتے ہیں کہ جس طرح بلند خطہ کی بہتر زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ، ایسے ہی بااخلاص مومن کا صدقہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے۔

ان دو مثالوں سے راہِ خدا میں خرچ کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے ایسے ہی اللہ ربُّ العزت نے بے شمار فضائل بیان کئے ہیں کہ خرچ کرنے والا پسندیدہ ترین چیز خرچ کر رہا ہے تو اس کو مزید اجر ملے گا، اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

معلوم ہوا کہ نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا مال کو کم نہیں کرتا بلکہ بڑھاتا ہے اس سے انسان کو وسعت، راحت، سکون، اطمینان جیسی دولت ہی نہیں نصیب ہوتی بلکہ مال محفوظ ہو جاتا ہے، رب تعالیٰ اس کی سوچ سے زیادہ اسے عطا فرماتا ہے۔ معاشرے میں نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہو گا کہ وہ طبقہ جو زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور نیکی و دین کے کاموں میں خرچ کرتا ہے، ان کے مال کو وسعت حاصل ہوتی ہے۔

اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ کنجوسی اور بخل سے کام لئے بغیر بڑھ چڑھ کر راہِ خدا میں خرچ کریں اور خرچ کرنے میں جو رکاوٹیں پیش آئیں ان کا تدارک کریں۔ قراٰن و حدیث میں جو فضائل بیان کئے گئے ہیں اُن کا مطالعہ کریں۔ مزید اسلاف کی سیرت کو اپنے لئے مشعلِ راہ جانتے ہوئے ان کی سیرت کا مطالعہ اور عمل کریں اِن شآءَ اللہ اس سے بھی خرچ کرنے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق ملے گی۔

دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں اپنی عطا سے خوب خرچ کرنے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کلمہ ”اَتَانِیْ“ سے سمجھانا

محمد عاصم اقبال عطّاری
(درجہ خامسہ جامعۃُ المدینہ فیضانِ فاروقِ اعظم سادھوکی لاہور)

احادیثِ طیبات ہمارے دین کا ایک عظیم حصہ ہیں۔ قراٰنِ مجید کے بعد احادیث دوسری سب سے بڑی راہنمائی کا ذریعہ ہیں جس سے مسلمان اپنی زندگی کے تمام اہم معاملات کو حل کرتے اور خوش گوار زندگی گزارتے ہیں۔ ان میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات کا ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے جو فرد، خاندان اور معاشرتی زندگی کے تمام پہلوؤں کو شامل کرتا ہے۔

”اَتَانِیْ“ ایک ایسا لفظ ہے جو احادیث میں کئی بار استعمال ہوا ہے اور یہ لفظ ہمیں اس بات کی یاد دہانی کراتا ہے کہ اللہ پاک کی طرف سے پیغامات اور ہدایات حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تک پہنچانے کا عمل مسلسل جاری رہا۔ یہ لفظ ہمیں اللہ کی جانب سے ہدایت کی اہمیت اور جبرائیل علیہ السّلام کے ذریعے پیغام رسانی کی حقیقت سے آگاہ کرتا ہے۔

آیئے! ہم ایسی احادیث ملاحظہ کرتے ہیں جن میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے لفظ ”اَتَانِیْ“ کا استعمال فرمایا ہے۔

1 دو فرشتے حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس آئے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ نے کیسے جانا کہ آپ اللہ کے نبی ہیں؟ حتّٰی کہ آپ نے یقین کرلیا، تو فرمایا: اے ابوذر! اَتَانِی مَلَكَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ یعنی میرے پاس دو فرشتے آئے جب کہ میں مکہ کے ایک پتھریلے علاقہ میں تھا، تو ان میں سے ایک تو زمین کی طرف آگیا اور دوسرا آسمان و زمین کے درمیان رہا، تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: کیا یہ وہی ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، اس نے کہا کہ انہیں ایک شخص سے تولو، میں اس سے تولا گیا تو میں وزنی ہوا، پھر اس نے کہا کہ انہیں دس سے تولو، تو میں ان سے تولا گیا، میں ان پر وزنی ہوا، پھر اس نے کہا کہ انہیں سو سے تولو، میں ان سے تولا گیا، میں ان پر بھی بھاری ہوا، وہ بولا: انہیں ہزار سے تولو، میں ان سے تولا گیا، تو میں ان پر بھی بھاری ہوگیا، گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ پلہ ہلکا ہونے کی وجہ سے مجھ پر گرے پڑتے ہیں تو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ اگر تم انہیں ان کی پوری امت سے تولو گے تو بھی یہ سب پر بھاری ہوں گے۔(مشکاۃ المصابیح، 2/358، حدیث:5774) یہ وزنی ہونا نبوت کے وزن سے ہوا، نبوت بڑی وزنی نعمت ہے۔(مراٰۃ المناجیح، 8/40)

2 امتی کے لئے جنت کی خوشخبری حضرت ابوذر غفاری رضی اللہُ عنہ نے نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے روایت کیا کہ نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ذَاكَ جِبْرِيلُ اَتَانِي فَاَخْبَرَنِي اَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ، قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ ترجمہ: یہ جبریل ہیں جو میرے پاس آئے اور مجھے خوشخبری دی کہ میری اُمّت میں سے جو شخص فوت ہوگیا اور اللہ پاک کا کسی کو شریک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا، تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگرچہ وہ چوری اور زنا کرے؟ حضور علیہ السّلام نے فرمایا: اگرچہ وہ چوری اور زنا کرے۔(دیکھئے: بخاری، 4/179، حدیث:6268)

3 حضور علیہ السّلام نے شفاعت کو اختیار فرمایا نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَتَانِي آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَخَيَّرَنِي بَيْنَ اَنْ يُدْخِلَ نِصْفَ اُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا یعنی میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا (جبرائیل علیہ السّلام) میرے پاس آیا اور مجھے اختیار دیا کہ میری آدھی اُمت جنت میں داخل ہو یا یہ کہ مجھے شفاعت کا حق حاصل ہو، چنانچہ میں نے شفاعت کو اختیار کیا، یہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس حال میں فوت ہوا کہ اللہ پاک کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا۔

(ترمذی، 4/199، حدیث:2449)

پیارے اسلامی بھائیو! اگر ہم ان احادیث سے سیکھ کر اپنی زندگیوں میں ان تعلیمات کو اپنائیں، تو ہم نہ صرف اپنی دنیا کو بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ آخرت کی کامیابی بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

قلم کے حقوق

کلیم اللہ چشتی عطّاری
(درجہ سابعہ جامعۃُ المدینہ فیضانِ فاروقِ اعظم سادھوکی لاہور)

قراٰنِ مجید فرقانِ حمید میں اللہ ربُّ العزت نے جن چیزوں کی قسم یاد فرمائی ہے ان میں سے ایک قلم بھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَۙ(۱)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: قلم اور ان کے لکھے کی قسم۔(پ29، القلم:1)

ذاتِ باری تعالیٰ کا قلم کی قسم یاد فرمانے سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ خداوندی میں قلم کی کتنی حرمت اور قدر و منزلت ہے۔

قلم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے قلم نہ ہوتا تو دین و دنیا کے علوم محفوظ نہ ہو پاتے۔ تصانیف و تالیف کے عظیم الشان ذخائر شاہد ہیں کہ قلم نے دین و دنیا کے علوم اور اقوام کی تواریخ کو محفوظ رکھنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

احادیثِ مبارکہ اور دنیا کا کوئی بھی فن ہو وہ قلم کے ذریعے ہی محفوظ ہوا۔ قلم تلوار سے بھی زیادہ طاقتور ہے اس کی ایک بڑی مثال امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ مبارکہ ہے جنہوں نے قلم کے ذریعے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ختمِ نبوت پر پہرہ دیا اور دین کی اشاعت کے لئے تقریباً ایک ہزار کتب تصنیف فرمائیں۔ قلم کی اتنی اہمیت ہے کہ اس کا ذکر قراٰنِ پاک اور احادیثِ مبارکہ میں موجود ہے، اللہ تعالیٰ قراٰنِ مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِۙ(۴) عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْؕ(۵)﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ (پ30، العلق:4، 5)

تفسیر صراطُ الجنان میں ہے: وہ رب عزوجل بڑا کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا جس کے ذریعے غائب اُمور کی پہچان حاصل ہوتی ہے۔ (صراط الجنان، 10/764) معلوم ہوا کہ قلم کے ذریعے علم کو سیکھنا زیادہ آسان ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! کہا جاتا ہے کہ دنیا کے معاملات سین اور قاف سے چلتے ہیں "سین" سے مراد ہے سیف یعنی تلوار اور قاف سے مراد ہے: "قلم" سیف و قلم عالمِ اسلام میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں، شیطان صفت انسانوں کو لگام ڈالنی ہو یا جہالت کے اندھیروں میں زندگی گزارنے والوں کو شعور و آگاہی فراہم کرنی ہو، ہر جگہ قلم اپنی قوتِ گویائی سے سرکرداں ہے قلم کی طاقت کبھی کمزور نہیں پڑ سکتی کہ جب بھی نوکِ قلم سینۂ قرطاس پر چلنا شروع کرتی ہے تو میدان میں چلنے والی تلوار سے کم نہیں ہوتی، یہی وجہ ہے کہ دینِ اسلام نے قلم کے حقوق کو اُجاگر فرمایا تاکہ علم و فن، شعور و آگاہی اور قدیم و جدید علوم کے چراغ روشن رہیں چنانچہ آپ بھی قلم کے چند حقوق ملاحظہ کیجئے اور عمل کی نیت کیجئے:

1 ادب کرنا قلم کا ایک حق یہ ہے کہ اس کا ادب کیا جائے کیونکہ قلم حصولِ علم کا ایک آلہ ہے چنانچہ قلم کے تراشے اور قلم کو زمین اور بے ادبی والی جگہ نہ پھینکا جائے بلکہ اس کو محفوظ جگہ رکھا جائے جیسا کہ بہار شریعت میں ہے: مستعمل قلم کا تراشہ احتیاط کی جگہ میں رکھا جائے پھینکا نہ جائے۔ (بہار شریعت، 2/496)

2 ناجائز معاملہ نہ لکھنا قلم کے ساتھ کوئی بھی ناجائز معاملہ اور جھوٹ نہ لکھنا کیونکہ اس کا وبال لکھنے والے پر ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سود لکھنے والے اور اُس کے گواہوں پر لعنت فرمائی اور یہ فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔ (دیکھئے: مسلم، ص663، حدیث: 4093)

3 سونے چاندی کے قلم سے نہ لکھنا سونے چاندی کے قلم سے نہ لکھے کیونکہ اس کی ممانعت ہے جیسا کہ دُرِّمختار میں ہے: سونے چاندی کے قلم دوات سے لکھنا مرد و عورت دونوں کے لئے ممنوع ہے۔ (در مختار، 9/564)

4 تحریر دل آزاری کا سبب نہ بنے جب معاشرتی مسائل پر لکھا جائے تو ضروری ہے کہ تحریر سے کسی کی کردار کُشی نہ ہو، حالات اور مسائل کو گمنام یا فرضی کرداروں کے ذریعے پیش کیا جاسکتا ہے تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ ہمیں ان حقوق پر عمل کرنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین

تحریری مقابلہ کے لئے مضامین بھیجنے والوں کے نام اور عنوانات برائے ستمبر 2025ء صفحہ 36 پر ملاحظہ کیجئے۔

آپ کے تأثرات (منتخب)

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے بارے میں تأثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تأثرات کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں۔

شخصیات کے تأثرات (اقتباسات)

1 مولانا پیر محمد خالد رضوی برکاتی (خطیب جامع مسجد عبد اللہ گوجرہ، پنجاب پاکستان): رسالہ (ماہنامہ) فیضانِ مدینہ عُلوم ومعارِف کا خزانہ ہے، پڑھنے والے قاری کے لئے زندگی کے ہر شعبے میں آسان فہم انداز میں پیشوائی اور راہنمائی کر رہا ہے اور عنوانات کے ساتھ دنیا بھر سے آنے والے سوالات کے جوابات ژرف نِگاہی اور بالغ نظری سے دیئے جاتے ہیں۔ علمی واَدبی دنیاوی حلقوں میں جیسے یونیورسٹیز وکالجز کے پروفیسرز، وُکلا، ڈاکٹرز کے ساتھ عُلَما وعوام میں قدر کی نِگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور پڑھا جاتا ہے، ہر موضوع پر مختصر مقالات کا گلدستہ جو کہ عقائد ونظریات کی پختگی کے ساتھ عمل کا جذبہ بیدار کرتا ہے۔ ناموسِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صحابہ واہلِ بیت رضوانُ اللہ علیہم کے آداب کی نزاکتوں سے روشناس کرایا جاتا ہے یقیناً پڑھنے والے عقیدت ومحبّت میں بے ساختہ دادِ تحسین پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ماہنامہ فیضانِ مدینہ کی مقبولیتِ عامہ میں اضافہ ہوا ہے کیونکہ اس میں بنیادی طور پر قراٰن وحدیث، سنّت وفقاہت، عشق ومحبّت، سوز وگداز، معارف وحقائق، اَسرار ورموز اور انداز واُسلوب موجود ہیں۔

متفرق تأثرات وتجاویز (اقتباسات)

2 مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ بہت اچھا لگتا ہے، اس سے بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے، اس میں بچّوں کے مضمون بھی بہت اچھے ہوتے ہیں۔ (منیب الرحمٰن، کراچی) 3 مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ بہت پسند ہے، خاص طور پر اس میں بچّوں کے مضامین بہت دلچسپ ہوتے ہیں۔ (شاور غنی، چنیوٹ، پنجاب) 4 ماہنامہ فیضانِ مدینہ ایک معلوماتی میگزین ہے، اس سے ہمیں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے، اس سے ہمیں دین کے بارے میں کافی مفید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ (وقار حسین، راولپنڈی) 5 ماشآءَ اللہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ علمِ دین حاصل کرنے کا منفرد اور جدید طرز ہے، اسے پڑھ کر قلب ورُوح کو تسکین ملتی ہے، اس سے دین کے ساتھ ساتھ دنیا کا علم بھی حاصل ہوتا ہے اور بُزرگانِ دین کے اَعْراس کی تواریخ بھی یاد رہتی ہیں۔ (جاوید اقبال، لاہور) 6 ماہنامہ فیضانِ مدینہ خوبصورت اصلاحِ اعمال کا گلدستہ ہے، تمام موضوعات کو ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع کر دیا گیا ہے جس سے پڑھنے والے خوب سیراب ہو رہے ہیں۔ (اُمِّ مسعود الحسن، سیالکوٹ) 7 ماہنامہ فیضانِ مدینہ علمِ دین میں اضافے کا ایک بہترین ذریعہ ہے، اللہ پاک مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ کو سدا خوش رکھے۔ (بنتِ غلام باری، کراچی) 8 مجھے ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں ”بچّوں کا Portion“ بہت اچھا لگتا ہے۔ (بنتِ خالد، کراچی)

Feedback

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تأثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔

آؤ بچّو! حدیثِ رسول سنتے ہیں

لمبو

چھوٹو

موٹو

نام بگاڑنا منع ہے

مولانا محمد جاوید عطّاری مَدَنی*

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ دَعَا رَجُلًا بِغَيْرِ اسْمِهِ لَعَنَتْهُ الْمَلَائِكَةُ یعنی جس نے کسی کو اس کے نام کے علاوہ پُکارا تو فِرِشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

(عمل الیوم واللیلۃ، ص175، حدیث:395)

اس حدیث کی شرح میں ہے کہ کسی کو ایسے بُرے لقب (Bad nickname) سے بلانا جو اسے بُرا لگے (یہ منع ہے)۔

(التیسیر بشرح الجامع الصغیر، 2/416)

ہر کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اسے اچھے نام اور انداز سے ہی پُکارا جائے۔ کسی کو اصل نام کے علاوہ کسی دوسرے اُلٹے اور بُرے نام سے بلانا اچھی بات نہیں، قراٰنِ کریم میں بُرے نام رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے: ﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو۔

(پ26، الحجرات:11)

بعض بچّے آپس میں ایک دوسرے کے نام بگاڑتے ہوئے موٹو، چھوٹو، ٹھگنو، لمبو اور کالو وغیرہ کہتے ہیں، یہ دُرست طریقہ نہیں اس سے سامنے والے کی دل آزاری ہوتی ہے۔

پیارے بچّو! آپ کسی کا بھی نام نہ بگاڑیں، ہر کسی کو اس کے نام یا اچھّے الفاظ یا اَلقاب کے ساتھ پُکاریں اور قراٰن و حدیث پر عمل کرکے ڈھیروں ثواب کمائیں۔

اللہ پاک ہمیں احادیث پڑھ کر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

حروف ملائیے!

صاف ستھرا رہنا اور اپنے استعمال کی چیزوں کو صاف ستھرا رکھنا ایک خوبصورت اور پسندیدہ عادت ہے اور یہ ہمارے پیارے دینِ اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔ صفائی صرف جسم کی نہیں، بلکہ لباس، گھر، محلہ، مسجد، اسکول اور دل و دماغ کی بھی ہونی چاہئے۔ گندے کپڑے، بکھرا ہوا کمرہ یا میلی چیزیں نہ صرف بری لگتی ہیں بلکہ ان سے بیماریاں بھی پھیلتی ہیں۔ صاف ستھرا رہنے کے لئے ممکن ہو تو روزانہ نہائیے، صاف دُھلا ہوا لباس پہنئے، دانت صاف کیجئے، ناخن کاٹئے، کچھ کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھوئیے۔ ان شآءَ اللہ دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ بہت سی بیماریوں سے بھی محفوظ رہیں گے۔

آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حروف ملا کر پانچ الفاظ تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ "لباس" تلاش کرکے بتایا گیا ہے۔ تلاش کئے جانے والے 5 الفاظ یہ ہیں: 1 استعمال 2 ناخن 3 دھونا 4 اسلام 5 صفائی۔

م	ا	ن	و	ھ	د	خ	و	ص
ی	ن	ہ	س	و	ر	ھ	ب	ف
ج	ا	د	ن	ج	ق	ش	ب	ا
ھ	خ	ر	د	ت	ا	ب	ر	ئ
و	ن	ف	س	ا	ب	ل	ا	ی
ٹ	ل	ا	ت	ع	ف	ن	س	ع
ا	ل	ا	م	ع	ت	س	ا	ک
ر	ل	ت	ر	ب	ن	خ	ر	ی
ت	ک	م	ا	ل	س	ا	ر	ل

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

مزار حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا

شہادت کی خبر

مولانا سید عمران اختر عطّاری مَدَنی*

اللہ پاک نے ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جہاں اور بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا وہیں ایک کمال یہ بھی عطا فرمایا تھا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو گُزرے ہوئے اور آنے والے وقتوں کے حالات و واقعات کا پتا چل جایا کرتا تھا یعنی اللہ پاک نے آپ کو غیب کا علم عطا فرمایا تھا جیسا کہ حدیثِ پاک میں ہے کہ رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُمِّ حَرام بنتِ مِلحان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے جو کہ حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں، وہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو کھانا پیش کیا کرتیں۔ ایک مرتبہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اُن کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے (معمول کے مطابق) آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا پھر رسول اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سو گئے اور جب جاگے تو ہنس رہے تھے۔

حضرت اُمِّ حَرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا: یارسولَ اللہ! آپ کو کس چیز نے ہنسایا؟ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میری اُمّت کے کچھ لوگ مجھے (خواب میں) دکھائے گئے، جو اللہ پاک کے راستے میں جہاد کرنے والے تھے۔ وہ سمندر کی موجوں پر ایسے سوار تھے جیسے بادشاہ تختوں پر سوار ہوتے ہیں۔ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! اللہ پاک سے دُعا کریں کہ وہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل فرما دے۔ تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُن کے لئے دُعا کی۔ پھر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنا سَر رکھ دیا (یعنی دوبارہ سو گئے) اور پھر جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ فرماتی ہیں میں نے پھر پوچھا: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہی پہلے والی بات ارشاد فرمائی کہ میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کے راستے میں مجاہد دکھائے گئے۔ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے پھر عرض کی: آپ اللہ پاک سے دُعا کریں کہ مجھے بھی ان میں شامل فرمادے۔ تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا تم پہلے گروہ میں شامل ہو گی۔

(وقت گزرنے کے بعد) اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دَور میں سمندر کا سفر کیا، جب وہ سمندر سے نکل کر خشکی پر آئیں، تو اپنی سواری سے گر گئیں اور وہیں شہید ہو گئیں (ان کی قبرِ مبارک بحیرۂ روم کے قُبرص نامی جزیرہ میں ہے)۔ (بخاری، 2/250، حدیث: 2788)

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

یاد رہے کہ حضرت اُمِّ حرام حضرت اُمِّ سُلَیْم کی بہن اور حضرت انس کی خالہ تھیں اور انہیں حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رَضاعی خالہ بھی کہا گیا ہے۔ نیز یہ جہاد کے لئے مسلمانوں کا سب سے پہلا سمندری سَفَر تھا جو 28 ہجری میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دَورِ حکومت میں عظیم صحابیِ رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کمان میں روانہ ہوا تھا اس وقت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے گورنر تھے۔ (دیکھئے: فتح الباری، 12/62-63، تحت الحدیث: 6282۔ ارشاد الساری، 6/313، تحت الحدیث: 2588)

نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خواب وحی کے دَرَجے کا ہوتا ہے یعنی سچّا اور حقیقت پر مبنی۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو سالوں پہلے ہی دکھا دیا گیا تھا کہ مجاہدینِ اسلام دین کی سَربُلندی کے لئے سمندر بھی عبور کریں گے۔

دونوں خوابوں میں دکھائے گئے مجاہدین کے گروہ علیحدہ علیحدہ تھے اور حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو علمِ غیب تھا کہ حضرت اُمِّ حرام دوسرے گروہ میں شامل نہ ہوسکیں گی اس سے پہلے ہی شہید ہو جائیں گی تبھی دوسری بار دُعا کی عرض کرنے پر ان سے فرمایا: تم پہلوں میں ہوگی۔

خدمتِ دین کے لئے جِدّ و جہد کرنا حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رضا و خوشی کا ذریعہ ہے۔

خواتین کو بھی چاہئے کہ اپنے دل میں دین کا دَرْد اور دینی جذبات پیدا کریں اور اس کے لئے عملی طور پر اپنا کردار ادا کرتی رہیں۔

شہادت صرف یہی نہیں کہ میدانِ جنگ میں تیر و تلوار وغیرہ سے موت آئے بلکہ دین کے راستے میں جان جانا بھی شہادت کی اقسام میں سے ہے البتہ میدانِ جنگ میں لڑتے ہوئے جو موت آئے وہ شہادتِ حقیقی ہے اس کے علاوہ شہادت، شہادتِ حکمی ہے۔

جملے تلاش کیجئے! پیارے بچّو! نیچے لکھے جملے بچوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجئے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ میں مضمون کا نام اور صفحہ نمبر لکھئے۔

1 کسی کو ایسے بُرے لقب (Bad nickname) سے بلانا جو اسے بُرا لگے (یہ منع ہے) 2 اللہ پاک نے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو غیب کا علم عطا فرمایا تھا 3 اللہ پاک نے ہر مسلمان پر روزانہ پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں 4 نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خواب وحی کے درجے کا ہوتا ہے 5 اپنے وقت کی قدر کرتے ہوئے اسے اچھے کاموں میں لگائیں۔

◆ جواب لکھنے کے بعد "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے ایڈریس پر بذریعۂ ڈاک بھیج دیجئے یا صاف ستھری تصویر بنا کر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923012619734) پر بھیج دیجئے۔ ◆ 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی مجلس تقسیم رسائل کے تعاون سے مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں)

جواب دیجئے

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں موجود ہیں)

سوال 02: جہاد کے لئے مسلمانوں کا سب سے پہلا سمندری سفر کب ہوا تھا؟

سوال 03: مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے کتنی احادیث مبارکہ مروی ہیں؟

◂ جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھئے ◂ کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجئے ◂ یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر +923012619734 پر واٹس ایپ کیجئے ◂ 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی مجلس تقسیم رسائل کے تعاون سے تین خوش نصیبوں کو مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کرسکتے ہیں)

بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3/285، حدیث:8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لئے 6 نام، ان کے معنیٰ اور نسبتیں پیش کی جارہی ہیں۔

بچّوں کے 3 نام

نام	پکارنے کے لئے	معنیٰ	نسبت
محمد	اِبراہیم	مہربان باپ	اللہ پاک کے پیارے نبی علیہ السلام کا مبارک نام
محمد	اِسماعیل	اللہ پاک کی اطاعت کرنے والا	اللہ پاک کے پیارے نبی علیہ السلام کا مبارک نام
	عثمان	کوشش کرنے والا	صحابی رضی اللہ عنہ کا بابرکت نام

بچیوں کے 3 نام

نام	معنیٰ	نسبت
ثُوَیْبَہ	رجوع کرنے والی، لَوٹنے والی	نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رَضاعی (دودھ کے رشتے کی) والدہ کا بابرکت نام
رُقَیَّہ	ترقی کرنے والی	رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شہزادی کا بابرکت نام
وَجِیہَہ	خوبصورت	ام المؤمنین حضرت بی بی اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیز کا نام

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں۔)

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچّیوں کے لئے ہے۔

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 جون 2025ء)

نام مع ولدیت:.................. عمر:...... مکمل پتا:..................................

موبائل/واٹس ایپ نمبر:.................. (1) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:......

(2) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:...... (3) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:......

(4) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:...... (5) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:......

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان اگست 2025ء کے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

جواب یہاں لکھئے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 جون 2025ء)

جواب 1:.................................. جواب 2:..................................

نام:.................. ولدیت:.................. موبائل / واٹس ایپ نمبر:..................

مکمل پتا:..................................

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان اگست 2025ء کے ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

”تربیت“ گھر والوں کی اجتماعی ذمہ داری

مولانا بلال رضا عطاری مدنی*

3 سالہ بچے کے ہاتھوں ماں کا قتل امریکی ریاست شکاگو میں ایک شادی شدہ جوڑا اپنے 3 سالہ بچے کے ہمراہ سپر مارکیٹ گیا، شاپنگ کے بعد شوہر برگر خریدنے چلا گیا، جبکہ بیوی اور بچہ پارکنگ ایریا میں موجود اپنی کار میں آکر بیٹھ گئے، کار میں باپ کی پستول رکھی تھی جو بیٹے کے ہاتھ میں آگئی، بیٹے نے کھیل کھیل میں پستول اپنی ماں پر تان کر کہا: ہینڈز اپ! اور ٹریگر دبا دیا، گولی چل گئی اور ماں موقع پر ہی ہلاک ہوگئی۔ پولیس نے پستول رکھنے اور بے احتیاطی کے الزام میں باپ کو گرفتار کرلیا اور بچے کو یتیم خانے بھیج دیا گیا۔[1]

محترم والدین! ”باپ نے پستول کار میں کیوں رکھی؟ پستول لاک کیوں نہیں کی گئی تھی؟ بچے کے ہاتھ میں پستول کیسے آئی؟ ایسی صورتِ حال میں ماں کو کیا کرنا چاہئے تھا؟ اسلحہ رکھنے کی احتیاطیں کیا کیا ہیں؟ وغیرہ وغیرہ“ یہ سارے سوالات ہمارا موضوعِ سخن نہیں ہیں۔ مذکورہ بالا واقعہ ذکر کرنے کا مقصد انسان کے اعصابی نظام میں موجود کچھ خاص ”عصبی خَلیوں“ کی طرف توجہ دلانا ہے جنہیں ”مِرَر نیورونز (Mirror Neurons)“ کہا جاتا ہے۔ یہ کیا ہوتے ہیں؟ آیئے! جانتے ہیں۔

مِرَر نیورونز (Mirror Neurons) کیا ہیں مشہور جملہ ہے: ”بچے وہ نہیں کرتے جو ہم کہتے ہیں، بلکہ وہ کرتے ہیں جو ہمیں کرتا دیکھتے ہیں۔“ اور واقعی یہ جملہ ایک کائناتی حقیقت ہے جس کا مشاہدہ ہر سمجھ دار شخص نے کبھی نہ کبھی ضرور کیا ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ بچوں کے ایسا کرنے کے پیچھے وجہ کیا ہے؟ تو جواب ہے: مِرَر نیورونز۔ جی ہاں! مِرَر نیورونز اللہ پاک کے عطا کردہ اعصابی نظام کا وہ اہم حصہ ہیں جن کی مدد سے انسان دوسروں کے جذبات سمجھتا، ان کی نقل کرتا اور سماجی زندگی میں اپنی پہچان بناتا ہے۔ بالفاظِ دیگر، لوگوں کے درمیان رہ کر افادے اور استفادے کے اصول کے مطابق ایک کامیاب زندگی گزارنے کے لئے مِرَر نیورونز کلیدی حیثیت رکھتے ہیں، ان کی کمزوری یا غیر موجودگی انسان کو نارمل زندگی سے بہت دور لے جاتی ہے اور وہ عضو معطل بن کر رہ جاتا ہے۔

عقل کے کچے نقل کے پکے جیسے جیسے انسان زندگی کی سیڑھیاں چڑھتا ہے اپنی ذہنی استعداد کے مطابق سماجی زندگی گزارنے کا ڈھنگ سیکھتا رہتا ہے۔ لیکن جہاں تک بچپن کا تعلق ہے تو وہاں ایک بچے کو سماجی زندگی کی دوڑ میں شامل رکھنے کے لئے یہی مِرَر نیورونز ہی مددگار ثابت ہوتے ہیں، کیونکہ ذہنی عدمِ پختگی کی بنا پر بچہ صحیح اور غلط میں فرق کرنے کی صلاحیت سے عاری ہوتا ہے، اس لئے دوسروں کے کردار و گفتار کی نقل کرنے کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ ”اصلی

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ، کراچی

اور نقلی پستول میں کیا فرق ہوتا ہے؟ پستول کب، کیوں اور کس پر چلانی ہے؟" جیسے سوالات کے بجائے اس کے لئے صرف ایک سوال اہم ہوتا ہے: "پستول کیسے چلانی ہے؟" اب چاہے جواب حقیقی منظر سے ملے یا ڈیجیٹل منظر سے، ایک بار جواب مل گیا تو دیر صرف پستول ہاتھ لگنے کی ہوتی ہے اور وہ جب بھی ہاتھ لگتی ہے منظر Repeat ہوتا ہے۔ اصل کا منظر چاہے حقیقی رہا ہو یا ڈیجیٹل، نقل کا منظر 100 فی صد حقیقی ہوتا ہے۔ عالمی خبر رساں اداروں کے مطابق صرف امریکہ میں ایسے کیسز کی تعداد پچھلے 10 سالوں کے درمیان 3 ہزار سے زیادہ رہی ہے جس کی ایوریج ایک مہینے میں 25 کیسز بنتی ہے۔

محترم والدین! جب ہم یہ بات سمجھ چکے کہ بچے عقل کے کچے لیکن نقل کے پکے ہوتے ہیں اور یہی Tool ان کی زندگی کا پہلا اُصول ہوتا ہے تو اب یہ گھر کے تمام افراد کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ بچوں کے سامنے وہی منظر پیش کریں جس کی نقل ان کیلئے نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں بھی کامیابی کی ضامن ہو، دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجئے کہ ہمیں پہلے خود اعلیٰ گفتار و کردار کا "غازی" بننا ہو گا تاکہ ہماری نقل بچوں کے لئے صحت مند "غذا" ثابت ہو۔

ذِکرُ اللہ کی لذّت مشہور ولیُّ اللہ حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میری عمر 3 سال تھی اور میں رات کو اٹھ کر اپنے ماموں جان کو تنہائی میں نماز پڑھتے دیکھتا تھا۔ ایک دن ماموں جان نے کہا: آپ اللہ پاک کو یاد نہیں کرتے؟ پھر آپ نے اس کا طریقہ بھی سکھایا کہ جب بستر پر لیٹنے لگو تو دل میں یہ کلمات کہا کرو: "اَللّٰہُ مَعِیَ، اَللّٰہُ نَاظِرٌ اِلَیَّ، اَللّٰہُ شَاھِدِیْ یعنی اللہ میرے ساتھ ہے، اللہ مجھے دیکھ رہا ہے، اللہ میرا گواہ ہے۔" ماموں جان کی ہدایت کے مطابق شروع میں چند دن 3 بار یہ کلمات دل میں کہے، بعد میں 7 بار کہنے لگا اور پھر 11 بار کہنا شروع کر دیئے جس کی لذت سالہا سال تک میرے دل نے محسوس کی۔[2]

اس واقعے سے دو باتیں سیکھنے کو ملتی ہیں: 1 تربیت صرف والد یا والدہ کی نہیں، بلکہ گھر کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے۔ جوائنٹ فیملی سسٹم میں رہنے والوں کو بھی یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ بچہ نقل کرنے میں صرف والدین کا پابند نہیں ہوتا بلکہ خاندان کے دیگر افراد بھی اپنے کردار سے لاشعوری طور پر بچے کی اچھی یا بری تربیت کرنے میں اپنا حصہ ملا رہے ہوتے ہیں۔ 2 تربیت کی ابتدا کسی خاص عمر سے نہیں ہوتی۔ جیسے ہی بچہ دنیا میں آنکھ کھولتا ہے اس کے مرر نیورونز کام کرنا شروع کر دیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ دودھ پیتا بچہ بھی جذبات سمجھتا ہے، پیار کیا جائے تو مسکراتا ہے اور جھڑکا جائے تو رونے لگتا ہے۔ جو لوگ یہ بات نہیں سمجھتے اور "ابھی تو بچہ ہے" کہہ کر تربیت سے غافل رہتے ہیں ان کے بچے 3 سال کی عمر میں ہی (اگر موجود ہو تو اصلی) پستول اٹھا لیتے ہیں اور "ہینڈز اپ" کہہ کر کھیل کھیل میں یا تو زخمی کر ڈالتے ہیں یا جان سے ہی مار دیتے ہیں، جبکہ جو لوگ اس عمر میں بھی تربیت سے غافل نہیں ہوتے ان کے بچے 3 سال کی عمر سے ہی جائے نماز، تسبیح اور قاعدہ اٹھاتے نظر آتے ہیں۔ فیصلہ ہمارے اوپر ہے کہ ہم اپنے بچوں سے کیا چاہتے ہیں؟ پستول کی گولی!! یا اللہ اللہ کی بولی!!

بیٹے کی وجہ سے نماز تابعی بزرگ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اپنے بیٹے کی وجہ سے زیادہ (نفل) نماز پڑھتا ہوں۔[3] اسی طرح ایک اور تابعی بزرگ حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں (نفل) نماز پڑھتا ہوں، پھر مجھے اپنے بیٹے کا خیال آتا ہے تو نماز میں اضافہ کر دیتا ہوں۔[4]

مذکورہ بالا دونوں فرامین میں "زیادہ نماز پڑھنے" کا ذکر ہے جس کے دو مطالب اور دو مقاصد ہو سکتے ہیں۔ پہلے دو مطالب ملاحظہ کیجئے: 1 زیادہ نماز پڑھنے سے مراد زیادہ رکعات پڑھنا ہے 2 زیادہ نماز پڑھنے سے مراد لمبی نماز پڑھنا ہے۔ اب دو مقاصد ملاحظہ کیجئے: 1 زیادہ نماز پڑھنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ پاک بیٹے کے معاملے میں نیک باپ کی وجہ سے رعایت فرمائے

جیسا کہ قرآنی واقعے میں نیک باپ کی وجہ سے یتیم بچوں کے معاملے میں رعایت فرمائی تھی۔[5] 2 زیادہ نماز پڑھتا دیکھ کر بیٹے کو رغبت ملے اور وہ بھی نماز کا عادی بن جائے۔ بیان کردہ دوسرے مقصد کی تکمیل یوں ہوئی کہ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے بھی زیادہ عبادت گزار مشہور ہوئے۔[6]

اگر بچوں کو نمازی بنانا ہے تو ان کے سامنے نماز کا منظر پیش کیا جائے، جب وہ یہ منظر بار بار دیکھیں گے تو مِرَر نیورونز کی وجہ سے نماز کے ساتھ جذباتی طور پر جڑ جائیں گے، پھر نقل کرنے کی کوشش کریں گے اور ایک وقت آئے گا کہ پکے نمازی بن جائیں گے۔ یہی طریقہ باقی اچھی عادات کی تربیت دینے میں بھی استعمال کیا جائے، مزید یہ کہ امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے عطا کردہ ”گھر میں مدنی ماحول بنانے کے 19 مدنی پھول“ بھی پیشِ نظر رکھے جائیں، اِن شآءَ اللہ نتائج دیکھ کر دل باغ باغ ہو جائے گا۔ یہ مدنی پھول امیرِ اہلِ سنّت دامت برکاتہم العالیہ کے رسالے ”خاموش شہزادہ“ میں درج ہیں، یہ رسالہ مکتبۃُ المدینہ سے حاصل کیجئے یا دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے مفت ڈاؤن لوڈ کیجئے۔

(1) ایکسپریس نیوز، 15 مارچ 2022 (2) دیکھئے: الرسالۃ القشیریۃ، ص39 (3) حلیۃ الاولیاء، 4/309، رقم: 5660 (4) خازن، 3/174 (5) پ16، الکہف: 82 (6) دیکھئے: ترمذی، 2/244، حدیث: 868- تاریخ الاسلام للذہبی، 7/136۔

بچوں کی تربیت

میں معاون درج ذیل اہم کُتب و رسائل دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ سے مفت ڈاؤن لوڈ کیجئے۔
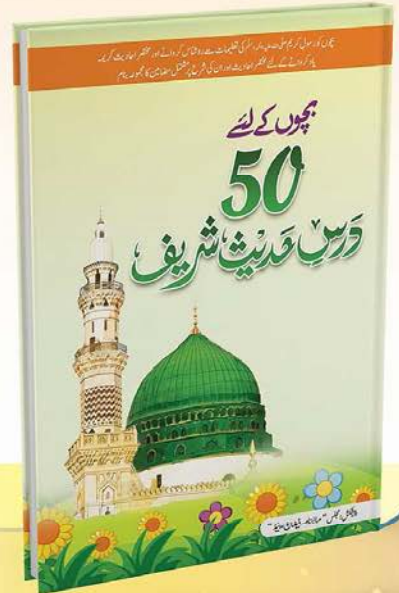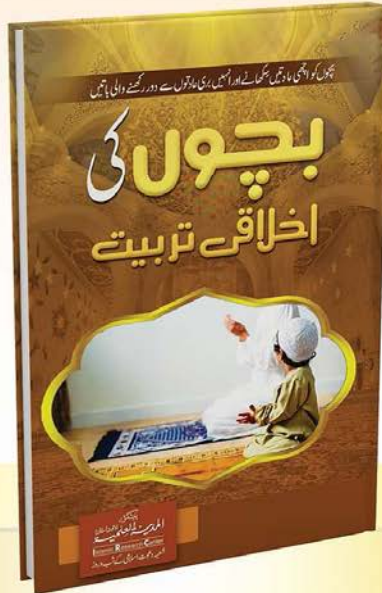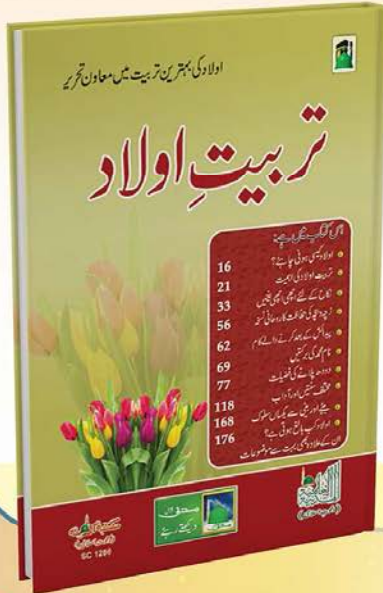
کامیاب اور ناکام انسان میں فرق

مولانا حیدر علی مدنی*

ٹیچر بلال جیسے ہی کلاس میں داخل ہوئے سب بچّوں نے کھڑے ہو کر بلند آواز سے انہیں سلام کیا، پھر حسبِ عادت سر بلال نے کہا: صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!

تو بچّوں نے دُرُود شریف پڑھنا شروع کر دیا:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللہ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللہ۔

کلاس میں کچھ نئے چہرے بھی دکھائی دے رہے تھے جو پہلے تو حیرانی سے یہ سارا عمل دیکھتے رہے لیکن جلدی ہی بقیّہ بچّوں کے ساتھ مل کر دُرُود شریف پڑھنے لگے۔ دراصل نیا تعلیمی سال شروع ہوا تھا تو ابھی تک نئے داخلے (new admissions) کھلے ہوئے تھے۔

سَر کی اجازت ملنے پر سبھی بچّے دوبارہ اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔ بچّوں کا حال پوچھنے کے بعد سر نے وائٹ بورڈ پر بلیک مارکر سے آج کے سبق کا عنوان تحریر کر دیا: Time management

یہ دیکھ کر بچّے اپنی کتابیں کھول کر اور ہاتھوں میں پینسلیں پکڑ کر سبق سننے کے لئے سیدھے ہو گئے۔

جواب دیجئے

بچّو! آپ کو پتا ہے ایک کامیاب اور ناکام انسان میں کس چیز کا فرق ہوتا ہے؟

سبھی بچّوں نے سُوالیہ نظروں، خاموش زبانوں سے پہلے تو ایک دوسرے کی طرف اور پھر سر کو دیکھا تو سر بولے: بچّو! کامیاب اور ناکام انسان کے درمیان ایک اَہم فرق ہوتا ہے Time management کا یعنی جو انسان اپنے وقت کو اچّھے سے تَرتیب دے لے اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکے وہی اللہ پاک کی مدد سے کامیاب ٹھہرتا ہے جب کہ اپنے وقت کو ترتیب نہ دینے والا اسے ضائع کر بیٹھتا اور خود بھی ناکام انسان بن کر رہ جاتا ہے۔

دینِ اسلام اور وقت کی اہمیت

ہمارا پیارا اسلام اس حوالے سے بھی ہماری بہت اچھی تربیت کرتا ہے، اللہ کے آخری نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ

*مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی

والہٖ وسلَّم نے فرمایا: روزانہ صبح جب سورج طُلوع ہوتا ہے تو اس وقت "دن" یہ اعلان کرتا ہے: اگر آج کوئی اچّھا کرنا ہے تو کر لو کہ آج کے بعد میں کبھی پلٹ کر نہیں آؤں گا۔

(شعب الایمان، 3/386، حدیث:3840)

نئے اسٹوڈنٹ کا سوال

لیکن سر! ہم کیسے اپنے وقت کو مینج کریں؟ کلاس روم میں شامل ہوئے نئے بچّے نے پوچھا تو سر اس کی طرف متوجّہ ہوئے اور کہا: بیٹا! میں آپ کا نام پوچھ سکتا ہوں؟ محمد عادل، بچّے نے جواب دیا۔

جی بیٹا عادل! آپ نے بہت اچّھا سوال کیا ہے اور یقیناً یہی سوال بہت سے بچّوں کے ذہنوں میں بھی ہوگا، تو میرے خیال میں ایک مسلمان کے لئے وقت کو ترتیب دینا کوئی مشکل بات ہی نہیں ہے اس کا وقت تو پہلے سے اللہ پاک نے ترتیب دے دیا ہے۔ بچّوں کی خاموشی بتا رہی تھی کہ انہیں بات سمجھ نہیں آئی تو سر نے اپنی بات کی وضاحت کی: دیکھیں بچّو! اللہ پاک نے ہر مسلمان پر روزانہ پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں تو اللہ پاک کی طرف سے یہ تو ہمیں بنا بنایا نظامُ الاوقات (time table) مل گیا ہے۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم اور ٹائم مینجمنٹ

اور تھوڑا غور کیا جائے تو ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کے روزانہ کے معمولات (روٹین) بھی نمازوں کے حساب سے ترتیب پاتے ہیں۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کا صحابۂ کرام، اہلِ بیت، مہمانوں، ملاقات کے لئے آئے ہوئے وفود اور دیگر کاموں کے حوالے سے جدول ہوتا تھا۔

بچے اپنا ٹائم ٹیبل کیسے بنائیں؟

اب سر بلال نے میز پر رکھا مار کر دوبارہ اٹھا لیا تھا اور چلتے چلتے وائٹ بورڈ کے پاس آکھڑے ہوئے اور بات جاری رکھی: تو ہمارے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی زندگی سے سیکھتے ہوئے ہم بھی اپنا ٹائم ٹیبل نمازوں کے حساب سے بنا سکتے ہیں جیسے مثال کے طور پر ایک ٹائم ٹیبل میں بنا دیتا ہوں:

نمازِ فجر کے بعد: تلاوتِ قراٰن اور صبح کی واک۔

نمازِ ظہر کے بعد: دُرود شریف کی ایک تسبیح، کھانا، گزشتہ کل کے سبق کی دہرائی اور آرام۔

نمازِ عصر کے بعد: دُرود شریف کی ایک تسبیح: بھائی بہنوں اور والدین کو وقت دینا۔

نمازِ مغرب کے بعد: کھانا اور آج کا سبق یاد کرنا۔

نمازِ عشا کے بعد ایک گھنٹے تک: آج کا سبق یاد کرنا اور پھر آرام۔

تو اسی کو فالو کرتے ہوئے آپ بھی اپنا ٹائم ٹیبل بنا سکتے ہیں لیکن بچّو یاد رکھیں! ٹائم ٹیبل صِرف بنانا ہی کافی نہیں بلکہ اس پر عمل کریں گے تب فائدہ ہوگا اور آپ کو پتا ہے ٹائم ٹیبل بنا کے اس پر عمل کرنے سے آپ اپنا وقت ضائع کرنے سے بھی بچ جائیں گے۔

سبق آموز واقعہ

ہمارے دینی بُزُرگ اپنے ٹائم کا کس قدر خیال رکھتے تھے، آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں، حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ بڑے مشہور بُزُرگ گُزرے ہیں، آپ روٹی کھاتے نہیں تھے بلکہ پانی میں مکس کرکے گھول کر پی لیتے۔ کسی نے وجہ پوچھی تو آپ نے جواب دیا: روٹی کھانے میں وقت زیادہ صَرف ہوتا ہے جبکہ گھول کر پینے میں کم وقت صَرف ہوتا ہے اور 50 آیات پڑھی جاسکتی ہیں۔ (اللہ والوں کی باتیں، 7/433) تو بچّو! ہم بھی اگر ان بُزرگوں کی طرح اپنے وقت کی قدر کرتے ہوئے اسے اچّھے کاموں میں لگائیں گے تو ایک دن کامیاب مسلمان بن جائیں گے کیونکہ

مانتا ہے جو بھی کہنا وقت کا
ایک دن بن جائے سب کا رَہنما

بیٹیوں کی تربیت

گھریلو ہنر بھی سکھائیں

اُمِّ میلاد عطاریہ*

ہنر مندی انسان کی شخصیت کو نکھارتی ہے، ہر شخص اپنے اندر کچھ صلاحیتیں لے کر پیدا ہوتا ہے جن کو پہچان کر وہ ایک بڑے ہنر میں تبدیل کرلیتا ہے۔ جبکہ تعلیم انسان کو شُعور اور معاشرتی آداب سکھا کر معاشرے میں رہنے کے قابل بناتی ہے۔ موجودہ دَور میں تعلیم اور ہُنر کو کسی بھی قوم کی ترقّی اور خوشحالی میں جو بنیادی اہمیّت حاصل ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اپنے مستقبل پر نظر رکھتے ہوئے اپنی بیٹیوں کے لئے ایسے شعبے کا انتخاب کریں جو ان کی ذہانت، قابلیت اور ذَوق و شوق سے ہم آہنگ ہو تو یقینی بات ہے کہ وہ اس پیشے میں نہ صرف ترقّی کریں گی بلکہ اس میں زیادہ معاشی فوائد بھی حاصل کرپائیں گی۔ کوئی مہارت نہ ہو تو تعلیمی ڈگری بغیر پانی کے گلاس کی طرح خالی ہوگی۔ اچّھی زندگی گزارنے کے لئے مہارت اور ڈگری دونوں چیزیں اَہم ہیں۔

اللہ پاک نے مرد و عورت کی تخلیق کرکے دونوں کے لئے اپنے اپنے دائرے میں رہ کر خاص کاموں کا تعین فرمادیا ہے۔ دنیاوی لحاظ سے دیکھا جائے تو دونوں کے اپنے اپنے کام مقرّر ہیں اور عورت گھر کی ملکہ ہے اور وہ گھر میں رہ کر اُمورِ خانہ داری کو سنبھالے اور مرد کے لئے کسبِ معاش کی ذمّہ داری ہے کہ وہ اہلِ خانہ کے لئے رزق کمائے۔ بڑا پُرسکون ہوتا ہے وہ لمحہ، جب مَردوں میں سے کوئی اپنی بہن، بیٹی، بیوی یاماں کی ضَروریات کا خیال رکھتا ہے انہیں ان کی پسند کی چیزیں لاکر دیتا ہے اور مزید یہ جملے بھی بولے کہ ”کسی اور چیز کی ضَرورت ہو تو بتانا میں پورا کروں گا، آپ کو فکر مند ہونے کی ضَرورت نہیں۔“ یہ اور اس طرح کے جملے بڑے فرحت بخش ہوتے ہیں اور تحفّظ کا احساس بھی دلاتے ہیں۔ لیکن پریشانی اس وقت آتی ہے جب خدانخواستہ باپ، بھائی، شوہر یا بیٹا کسی بڑی مصیبت میں مبتلا ہوجائیں یا دنیا سے رُخصت ہوجائیں اور کسبِ معاش کا کوئی ذریعہ نہ ہو، اب عورت گزارا کیسے کرے؟ اس سے پہلے کہ عورت ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو اسے اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرنا سیکھنا چاہئے۔ اس سے وہ خود کفیل ہوگی اور شرمندگی سے بچی رہے گی۔ اگر صنفِ نازک کے ہاتھ میں کوئی ہنر کوئی تجارت یا کسبِ معاش کا کوئی سلیقہ اور ذریعہ نہ ہو تو وہی عورت اس بات پر مجبور ہوجاتی ہے کہ وہ دوسروں کے سامنے اپنے بچّوں کی پرورش کی خاطر دستِ سوال دراز کرے اور بیچارگی کی زَد میں آجائے، اور ذلّت آمیز زندگی گُزارے۔ عورت کا اپنے دائرے کے اندر رہ کر کسبِ معاش میں حصّہ لینا کوئی معیوب

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

عمل نہیں ہے۔ موجودہ دَور میں تو یہ کام اور بھی آسان ہوگیا ہے۔ بہت سارے دلچسپ ہنر ایسے ہیں جو بیٹیوں کو سکھائے جاسکتے ہیں جیسا کہ کوکنگ / بیکنگ کورس کر کے مہارت حاصل کی جاسکتی ہے، گھر کے ڈیکوریشن پیس بنانا، جیولری بنانا، میز پوش، کشن، مکرامے، پراندے اور دستر خوان بنانا، دوپٹوں پر گوٹے سے پھول اور ستارے ٹانکنا، مہندی، دستکاری، کشیدہ کاری، کڑھائی، سلائی، کروشیہ، پینٹنگ اور دیگر بہت سارے ایسے فنون ہیں جو بیٹیوں کو سکھائے جاسکتے ہیں۔ یہ مارکیٹ میں ہینڈی کرافٹ کے زمرے میں آتے ہیں یہ وہ کام ہیں جو خواتین اپنے گھر کی چار دیواری میں رہ کر کرسکتی ہیں۔ اپنی بیٹیوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ موجودہ دَور کے تقاضے کے مُطابق شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے دنیاوی تعلیم بھی دیجئے اور اس کے ساتھ گھریلو ہُنر بھی ضَرور سکھائیں، اگر بیٹی کی دلچسپی کسی گھریلو ہنر میں نہیں بڑھتی مثلاً ماؤں کا زیادہ تر رجحان سلائی اور کڑھائی سیکھنے کی طرف ہوتا ہے اور بیٹی کی دلچسپی ان میں نہیں ہوتی مگر زبردستی اسے سلائی کڑھائی سیکھنے بھیجا جاتا ہے جو کہ وہ بددلی کے ساتھ کرتی ہے یا تو سیکھ نہیں پاتی یا سیکھتی بھی ہے تو ایسا کہ برائے نام!!! ایسے میں وقت و پیسہ دونوں کا ضیاع ہوتا ہے اور ضَرورت پڑنے پر اسے کوئی ہنر نہیں آتا اور کئی عورتیں تو ایسی ہوتی ہیں جن کے پاس نہ ہی دینی و دنیاوی تعلیم ہوتی ہے نہ ہی کوئی ہنر مگر مجبوری آن پڑنے پر اُنہیں فیکٹریوں کا رُخ کرنا پڑتا ہے یا گھروں میں صَفائی ستھرائی کا کام کرنا پڑتا ہے اور پھر اکثر جو اخلاقی و معاشرتی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں وہ شاید ہی کسی سے ڈھکی چُھپی ہوں۔ ایسے میں والدہ تحمّل کے ساتھ بیٹی سے جاننے کی کوشش کرے کہ بیٹی کی دلچسپی کس طرف ہے؟ آیا اسے مہندی لگانے کی جانب رغبت ہے، یا پینٹنگ کرنے کی شوقین ہے، یا جیولری میکنگ، گھریلو ڈیکوریشن، یا کوکنگ وغیرہ میں دلچسپی رکھتی ہے تو بیٹی کو اس کے شوق کے مُطابق کام سکھا کر اس کام میں ماہر بنائیں تاکہ وہ اس کام میں شوق کے ساتھ ساتھ مہارت بھی حاصل کرلے۔ یا اگر بیٹی گھریلو ہنر میں دلچسپی نہیں رکھتی بلکہ ٹیکنالوجی سیکھنا چاہتی ہے جیسا کہ جدید دَور ہے اس میں کئی لوگوں کا رجحان ڈیجیٹل اسکلز سیکھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے میں بڑھ رہا ہے، آئی ٹی کی مانگ بڑھتی جارہی ہے، گرافکس ڈیزائننگ، ای کامرس، سافٹ ویئر انجینئرنگ، مختلف لینگویجز وغیرہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو جدید دَور کے ساتھ نئے انداز سے آتی جا رہی ہیں اور نئی نسل کا رُجحان اپنی طرف کھینچتی جا رہی ہیں تو علمائے اہلِ سنّت سے اس پر راہنمائی حاصل کر کے پردے کی رعایت کو پیشِ نظر رکھ کر شرعی حُدود میں رہتے ہوئے اپنی بیٹیوں کو ضُرور سکھائیں۔ تاکہ وقت پڑنے پر اپنا ہُنر آزما کر اس کے ذریعے بیٹی مشکل وقت میں مالی طور پر مضبوط بن سکے اور اسے کسی بیساکھی کی ضَرورت نہ پڑے۔ ہنر مند گھریلو خواتین ملک کی معاشی طاقت ہیں۔ خواتین کے لئے ہنر ہتھیار ہے۔ وہ اپنا بوجھ بغیر کسی پر ڈالے اپنے چراغ روشن کرکے اپنے گھروں کے ساتھ ساتھ بہت سے گھروں کے اندھیرے دُور کرنے میں سرگرم ہوسکتی ہے۔ پھر چاہے آرٹ اینڈ کرافٹ ہو، کوکنگ، بیکنگ، سلائی کڑھائی کی کلاسز ہوں یا پھر کسی زُبان و علم کے سیکھنے سکھانے کا عمل، وہ ٹیکنالوجی کا مثبت استِعمال کرتے ہوئے نہ صرف تعلیم و ہنر سے آشنا ہوگی بلکہ اور بھی بہت سی خواتین کو استِفادہ کرنے کا موقع فراہم کرے گی۔ اپنی بیٹیوں کو لاڈ پیار میں بے ہنر بھی نہ چھوڑا جائے اور فرمائشوں کو پورا کرتے ہوئے حرام کام بھی نہ سکھائے جائیں جیسا کہ موسیقی، بے پردگی والے کام وغیرہ، وہ کام کرے جو شریعت سے نہ ٹکراتا ہو، دینی و دنیاوی تعلیم دیں، گھریلو کام کاج سکھائیں اور ہنر مند بھی بنائیں۔

دین و دنیا کی بہترین راہنمائی حاصل کرنے کے لئے ہر ہفتے بعد نَمازِ عشا مدنی مذاکرہ دیکھنا نہ بھولئے اس کے فوائد آپ جاگتی آنکھوں سے مُلاحظہ فرمائیں گی۔ اِن شآءَ اللہ

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی فضیل رضا عطاری*

1 حائضہ کا دورانِ بیان آیت کا ترجمہ پڑھنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حائضہ عورت بیان کرتے ہوئے قرآنِ پاک کی کسی آیت کا ترجمہ پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قوانینِ شرعیہ کے مطابق قرآنِ پاک کا ترجمہ خواہ کسی بھی زبان میں ہو، اس کو پڑھنے اور چھونے کا حکم قرآنِ مجید کو پڑھنے اور چھونے جیسا ہی ہے اور مخصوص ایام میں عورت کے لئے قرآن پاک کی تلاوت کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ حیض و نفاس کی حالت میں عورت کا تلاوت کی نیت سے قرآنِ کریم کی کسی آیت یا اس کے کسی حصے کا پڑھنا جائز نہیں ہے، اس کے علاوہ دیگر اذکار کلمہ شریف، درود پاک وغیرہ پڑھ سکتی ہے، یونہی قرآنِ کریم کی بھی وہ آیات جو ذکر و ثناء و مناجات و دعا وغیرہ پر مشتمل ہیں اور وہ قرآنیت کے لئے متعین نہیں ہیں، تو انہیں تلاوت کی نیت کئے بغیر، ذکر و دعا کی نیت سے پڑھنا جائز ہے، البتہ ثنا پر مشتمل وہ آیات جو قرآنیت ہی کے لئے متعین ہیں، انہیں کسی دوسری نیت سے بطورِ انشاء اپنا کلام نہیں بنایا جا سکتا، حائضہ کا انہیں پڑھنا جائز نہیں، جیسے وہ آیات جن میں رب تبارک و تعالیٰ نے اپنے لئے متکلم کی ضمیریں ذکر فرمائیں، اسی طرح وہ آیات جن کے شروع میں لفظ "قل" موجود ہے انہیں لفظ "قل" کے ساتھ پڑھنا بھی جائز نہیں ہے، ہاں اگر لفظ "قل" کے بغیر بنیت ثنا پڑھیں تو جائز ہے۔

اس تفصیل کے مطابق سوال کا جواب یہ ہے کہ جن جن صورتوں میں حائضہ عورت کے لئے قرآنِ پاک پڑھنا حرام قرار دیا گیا، ان میں اس کا ترجمہ بھی نہیں پڑھ سکتی اور جن صورتوں میں قرآنِ پاک پڑھنے کو جائز قرار دیا گیا، ان صورتوں میں ان آیات کا ترجمہ بھی پڑھ سکتی ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 خالہ کا بھانجی کے شوہر اور بیٹے سے پردہ کرنا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کا اپنی بھانجی کے بیٹوں اور اس کے شوہر سے پردہ ہے یا نہیں؟ رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قوانینِ شرعیہ کے مطابق بھانجے بھانجیوں کی اولاد چاہے کتنی نیچے تک ہو، نسبی محارم میں سے ہے اور عورت کا نسبی محارم سے پردہ نہ کرنا واجب ہے یعنی اگر کرے گی تو گنہگار ہو گی۔ البتہ بھانجی کا شوہر اس کے لئے غیر محرم ہے، جبکہ محرم ہونے کی کوئی وجہ مثلاً رضاعت اور مصاہرت وغیرہ نہ ہو اور اس سے پردہ کرنا واجب ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ محرم وہ ہوتا ہے جس کی حرمت ابدیہ ہو یعنی جس سے کبھی کسی حال میں نکاح نہ ہو سکے جیسے باپ، بیٹا، بھائی، بھتیجا، بھانجا وغیرہ اور جس سے نکاح ہو سکتا ہو وہ محرم نہیں۔ اس کے مطابق بھانجی کے اپنے شوہر کے نکاح میں ہوتے ہوئے اگرچہ عورت کا اس کے شوہر سے نکاح نہیں ہو سکتا کہ یہ خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کرنا ہے جو حرام ہے، لیکن بھانجی کی موت یا طلاق پھر عدت کے بعد عورت کا اس کے شوہر سے نکاح ہو سکتا ہے، جائز ہے۔ اس اعتبار سے بھانجی کا شوہر محرم نہ ہوا، اور جو محرم نہ ہو، اس سے پردہ کرنا مطلقاً واجب ہوتا ہے، لہٰذا بھانجی کے شوہر سے پردہ کرنا واجب ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* دار الافتاء اہل سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

اے دعوتِ اسلامی تری دُھوم مچی ہے

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں

Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا عمر فیاض عطّاری مَدَنی*

فلسطین میں FGRF دعوتِ اسلامی کے فلاحی کام تاحال جاری

فلسطین کے دُکھیارے اور مظلوم مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبے کے تحت دعوتِ اسلامی کا فلاحی شعبہ "FGRF" تاحال اپنی فلاحی خدمات جاری رکھے ہوئے ہے۔ FGRF کے رضاکار فلسطین وغزہ کے مختلف علاقوں میں عارضی پناہ گاہیں قائم کر رہے ہیں اور امدادی کیمپوں میں جاکر ادویات، پکے ہوئے کھانے، پینے کا صاف پانی، کپڑے، راشن، بچوں کے لئے دودھ، دیگر ضروریاتِ زندگی اور ہنگامی طبی امداد فراہم کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ شام کے بارڈر پر ہجرت کر کے آنے والے فلسطینی ریفیوجیز میں بھی FGRF کے رضاکار فلاحی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ رکن شوریٰ حاجی عبد الحبیب عطاری کا کہنا تھا کہ اب تک دعوتِ اسلامی کی جانب سے 5.1 ملین لیٹر پینے کا صاف پانی تقسیم ہوچکا، ساڑھے تین لاکھ افراد کا کھانا، 75 ہزار فوڈ پیکٹس، ایک لاکھ کلو آٹا، 300 فیمیلیز کے لئے ٹینٹ، ہزاروں بچوں کیلئے دودھ اور ڈائپرز، کیکس، ڈبل روٹیاں، ہزاروں کمبل اور گدے، پانچ ہزار افراد کو کیش، ویجیٹیبل باسکٹس اور 20 ہزار لوگوں کو گرم کپڑے تقسیم کئے جاچکے ہیں۔ انہوں نے مزید بتایا کہ فلسطین میں جہاں جہاں ہمیں ایکسس ملتا ہے وہاں دعوتِ اسلامی ملبہ ہٹانے کا کام بھی کر رہی ہے اور اب تک ایک لاکھ سے زائد اسکوائر میٹر کا ملبہ FGRF کی طرف سے ہٹایا جاچکا ہے۔ اناج سے بھرے ہوئے 8 کنٹینرز غزہ بھیجے جاچکے ہیں، مزید بھی ہم بھیجنا چاہتے ہیں لیکن بارڈرز بند ہونے کے سبب آزمائش کا سامنا ہے، ہماری ٹیم جارڈن اور مصر میں موجود ہے اور ممکنہ طور پر جارڈن اور مصر ہجرت کر کے آنے والوں کی وہاں مدد کی جائے گی۔ دعوتِ اسلامی اردن کے بارڈر پر اسپتال بنا رہی ہے جہاں فلسطین سے آنے والے زخمیوں کا علاج کیا جائے گا۔ حاجی عبد الحبیب عطاری نے کہا کہ ایسے شدید زخمی جنہیں آپریشن کی فوری ضرورت ہے، ہم اُن کو اور ان کی فیملیز کو مصر اور جارڈن کے راستے سے پاکستان شفٹ کرنے کی پلاننگ بھی کر رہے ہیں تاہم اس حوالے سے چند قانونی معاملات حل ہوجائیں تو اِن شآءَ اللہ یہ کام بھی کیا جائے گا۔ نیز بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے بھی عاشقانِ رسول سے اپیل کی ہے کہ FGRF کا بڑھ چڑھ کر ساتھ دیں تاکہ آپ کی دعوتِ اسلامی اپنے مظلوم فلسطینی بہن بھائیوں اور بچوں تک آپ کا امدادی سامان پہنچاسکے۔ https://fgrf.org/donation/

"افتتاحِ بخاری شریف"
امیرِ اہلِ سنّت نے طلبہ کو پہلی حدیثِ پاک کا درس دیا

12 اپریل 2025ء کی شب جامعۃُ المدینہ کے زیرِ اہتمام دنیا بھر میں "افتتاحِ بخاری شریف" کے اجتماعات منعقد ہوئے۔ افتتاحِ بخاری شریف کا مرکزی اجتماع دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں منعقد ہوا جبکہ پاکستان کے دیگر شہروں اور بنگلہ دیش، ماریشس، امریکہ، یوکے، ساؤتھ افریقہ، موزمبیق، نیپال، اٹلی، کینیا اور تنزانیہ میں موجود دورۃُ الحدیث شریف کے طلبہ اپنے اپنے جامعاتُ المدینہ میں، طالبات اپنے گھروں میں بذریعہ مدنی چینل اور فیضان آن لائن اکیڈمی کے طلبہ وطالبات آن لائن شریک ہوئے۔ اس موقع پر شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے طلبہ کو بخاری شریف کی پہلی حدیثِ پاک پڑھائی

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ "دعوتِ اسلامی کے شب وروز"، کراچی

اور اس کی شرح کا درس دیا۔ امیرِ اہلِ سنّت کا کہنا تھا کہ نیت کی بڑی اہمیت ہے، حضرت علّامہ محمد بن محمد زبیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اللہ پاک کسی بندے کو ہمیشہ جنت میں اس کے عمل کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کی نیت کی وجہ سے رکھے گا۔ امیرِ اہلِ سنّت نے طلبہ وطالبات کو نصیحتیں کرتے ہوئے خلوصِ نیت کے ساتھ دین کا کام کرنے اور دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر خدمات انجام دینے کا ذہن دیا۔

رمضان المبارک اعتکاف رپورٹ (2025ء)

دعوتِ اسلامی کے زیرِ اہتمام ہر سال کی طرح اس سال دنیا بھر میں رمضانُ المبارک کے مہینے میں پورے ماہ اور آخری عشرے کے اعتکاف کا سلسلہ ہوا۔ پاکستان انتظامی کابینہ کے آفس سے ملنے والی رپورٹ کے مطابق اس سال رمضانُ المبارک 2025ء میں پاکستان بھر میں دعوتِ اسلامی کے تحت 14 ہزار 58 مساجد میں اجتماعی اعتکاف ہوئے جن میں 1 لاکھ 72 ہزار 691 اسلامی بھائی اعتکاف میں بیٹھے۔ تفصیلات کے مطابق ❁ کراچی میں 2160 مقامات پر 39597 ❁ اندرونِ سندھ میں 1644 مقامات پر 16574 ❁ بلوچستان میں 172 مقامات پر 1356 ❁ پنجاب میں 7976 مقامات پر 91631 ❁ لاہور سٹی میں 1371 مقامات پر 16208 ❁ اسلام آباد سٹی میں 90 مقامات پر 1632 ❁ KPK میں 501 مقامات پر 3913 ❁ گلگت بلتستان میں 17 مقامات پر 131 اور ❁ کشمیر میں 127 مقامات پر 1649 عاشقانِ رسول نے اجتماعی اعتکاف کی سعادت پائی۔ اعتکاف میں معتکفین نے روزانہ کی بنیاد پر امیرِ اہلِ سنّت کے مدنی مذاکروں اور تجوید کی کلاسز میں شرکت کی اور فرض علوم کے حلقوں میں نماز، وضو وغسل وغیرہ کے متعلق فرض علوم سیکھے۔ واضح رہے کہ دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے اجتماعی اعتکاف میں سحری، افطاری اور کھانے پینے کی مکمل سہولت دی جاتی ہے اور ہنگامی طبی امداد کیلئے عارضی ڈسپنسری بھی قائم کی جاتی ہے۔

دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے مختلف دینی وفلاحی کاموں کی جھلکیاں

❁ پنجاب یونیورسٹی لاہور اور میاں نواز شریف ایگریکلچر یونیورسٹی ملتان میں شعبہ تعلیم کے تحت سنّتوں بھرا اجتماع ہوا جس میں رُکنِ شوریٰ عبد الوہاب عطاری نے سنّتوں بھرا بیان کیا۔ اسٹوڈنٹس اور لیکچرارز نے بڑی تعداد میں شرکت کی ❁ دارُالمدینہ یونیورسٹی کے فیکلٹی ممبرز، پروفیسرز، لیکچرار، وائس چانسلرز کے لئے فیضانِ مدینہ کراچی میں سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں نگرانِ شوریٰ مولانا محمد عمران عطاری مدظلہ العالی نے احساسِ ذمہ داری کے موضوع پر گفتگو کی ❁ شعبہ تعلیم اسلامی بہنوں کے تحت کراچی یونیورسٹی میں سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں طالبات نے شرکت کی۔ مبلغہ دعوتِ اسلامی نے دعوتِ اسلامی کا تعارف پیش کیا اور دعوتِ اسلامی کے تحت مختلف تعلیمی اداروں میں ہونے والے دینی کاموں سے متعلق آگاہی دی ❁ ڈیرہ گجراں لاہور میں قائم جامعۃُ المدینہ میں طلبہ کی آسانی کے لئے کمپیوٹر لیب قائم کردی گئی ہے۔ رُکنِ شوریٰ حاجی محمد اسد عطاری مدنی نے کمپیوٹر لیب کا افتتاح کیا اور دعا کروائی ❁ یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور میں طہارت کورس کا انعقاد کیا گیا۔ مبلغ دعوتِ اسلامی نے وضو وغسل کے ضروری مسائل بیان کئے ❁ FGRF کے تحت سینٹرل جیل وہاڑی میں شجرکاری مہم کے تحت پودے لگائے گئے۔ یوکے FGRF کے نگران حاجی فضیل رضا عطاری نے اس موقع پر خصوصی شرکت کی اور شجرکاری کرتے ہوئے جیل حکام سے ملاقات کی ❁ FGRF کے تحت ریسکیو 1122 مظفر گڑھ میں نیکی کی دعوت کا سلسلہ ہوا۔ صوبائی ذمہ دار نے پاکستان کے مختلف علاقوں میں جاری فلاحی کاموں کے بارے میں آگاہ کیا ❁ فیضانِ رمضان جمعہ مسجد دھی والا کولمبو سری لنکا میں دعوتِ اسلامی کے تحت ایک سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف تعلیمی اداروں کے اسٹوڈنٹس ویوتھ سمیت دیگر عاشقانِ رسول نے شرکت کی ❁ جامع مسجد دارُالاحسان کوالالمپور ملائیشیا میں مبلغینِ دعوتِ اسلامی کی شیخ حبیب علی زینُ العابدین حفظہ اللہ سمیت دیگر علمائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ شیخ حبیب کو دعوتِ اسلامی کی دینی وفلاحی خدمات سے متعلق بریفنگ دی گئی ❁ کاجو آچے بسار انڈونیشیا میں قائم مقامی دینی ادارے دارُالحکمہ کے طلبۂ کرام میں سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں مبلغ دعوتِ اسلامی نے طلبہ کے درمیان تربیتی بیان کیا۔

ذُوالحجۃ الحرام کے چند اہم واقعات

تاریخ / ماہ / سن	نام / واقعہ	مزید معلومات کے لئے پڑھئے
4ذُوالحجۃ الحرام 1401ھ	یومِ وصال خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علّامہ مولانا ضیاءُ الدّین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالحجۃ الحرام 1438، 1439ھ اور "سیّدی قُطبِ مدینہ"
7ذُوالحجۃ الحرام 114ھ	یومِ وصال تابعی بُزرگ، حضرت امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالحجۃ الحرام 1438ھ اور "فیضانِ امام باقر"
11 ذُوالحجۃ الحرام 921ھ	یومِ وِصال حضرت علّامہ شیخ بہاؤ الدّین انصاری قادری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالحجۃ الحرام 1438ھ
14 ذُوالحجۃ الحرام 1370ھ	یومِ وصال امیرِ اہلِ سنّت کے والدِ محترم حاجی عبدُ الرّحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالحجۃ الحرام 1438ھ اور "تعارف امیرِ اہلِ سنّت"
18 ذُوالحجۃ الحرام 35ھ	یومِ شہادت مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ، حضرت عثمانِ غنی ذُوالنورین رضی اللہ عنہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالحجۃ الحرام 1438 تا 1445ھ اور "کراماتِ عثمانِ غنی"
18 ذُوالحجۃ الحرام 1296ھ	یومِ وصال مرشدِ اعلیٰ حضرت، حضرت علّامہ شاہ آلِ رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالحجۃ الحرام 1438ھ اور "شرح شجرۂ قادریہ رضویہ، صفحہ 116"
19 ذُوالحجۃ الحرام 1367ھ	یومِ وِصال خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علّامہ سیّد محمد نعیمُ الدّین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالحجۃ الحرام 1438، 1439ھ اور "تذکرۂ صدرُ الافاضل"
20، 21، 22 ذُوالحجۃ الحرام	یومِ عرس حضرت سیّد عبدُ اللہ شاہ غازی حسنی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالحجۃ الحرام 1438ھ
27 ذُوالحجۃ الحرام 334ھ	یومِ وِصال امام ابو بکر جعفر بن یونس شبلی مالکی رحمۃ اللہ علیہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالحجۃ الحرام 1438ھ
ذُوالحجۃ الحرام 6ھ	وصالِ مبارکہ حضرت بی بی اُمِّ رومان رضی اللہ عنہا	ماہنامہ فیضانِ مدینہ ذُوالحجۃ الحرام 1439 اور 1440ھ

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

ذُوالحجۃ الحرام کی مناسبت سے قابلِ مطالعہ کتب و رسائل
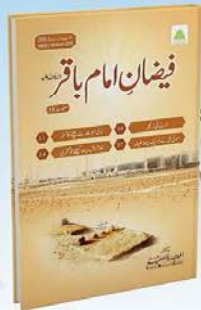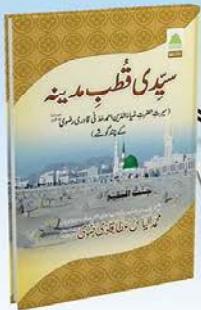
قربانی کی کھالیں دعوتِ اسلامی کو دیجیے!

آپ کی دی ہوئی کھالیں دعوتِ اسلامی ایسے کاموں میں خرچ کرے گی جو آپ کے لیے صدقۂ جاریہ کا ذریعہ بنیں گے۔ جی ہاں!

آپ جب دعوتِ اسلامی کو قربانی کی کھالیں دیں گے تو آپ

دعوتِ اسلامی کے دنیا بھر میں قائم 5 ہزار 745 مدارس کا نظام چلانے میں حصہ ملائیں گے جن سے 6 لاکھ 36 ہزار سے زائد بچے اور بچیاں حفظ اور ناظرہ کی تعلیم پاچکے ہیں جبکہ 2 لاکھ 6 ہزار 976 سے زائد بچے اور بچیاں زیرِ تعلیم ہیں۔

آپ کی قربانی کی کھالوں سے دعوتِ اسلامی کے ان جامعات المدینہ کے ساتھ تعاون ہوگا جو دنیا بھر میں عالمِ دین کورس اور مفتی کورس کروا رہے ہیں۔ ان جامعاتُ المدینہ کی تعداد 1464 ہے، جن سے اب تک 25 ہزار 962 طلبہ و طالبات علمِ دین کی دولت پاچکے ہیں اور 1 لاکھ 31 ہزار 190 زیرِ تعلیم ہیں۔

یہ صرف دو شعبہ جات ہیں جبکہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ دعوتِ اسلامی 80 سے زائد شعبہ جات میں دین کی خدمت کر رہی ہے۔

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔

بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037

اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net

978-969-722-816-4
01130307